KAHA

USNAE ~~KAHA~~ ~~F~~

by

Qazi Abdul Gafar.

اُس نے کہا

قاضی عبدالغفار

آزاد بک ڈپو۔ ہال بازار امرتسر

قیمت مجلّد دو روپے

(لکھنؤ پریس دہلی میں چھپی)

ایک

KHALIL GIBRAN

کے

اُس تصوّر کی خدمت میں
جس کا میں خوشہ چیں ہُوں!

یہ اوراق "تمہید" اور "دیباچہ" کے محتاج نہیں

اس لئے کہ یہ خود ہی "تمہید" اور "دیباچہ" ہیں

نہ اس "اجمال" کو "تفصیل" کی حاجت ہے

اس لئے کہ یہ "اجمال" ہی میرے موضوع کی "تفصیل" ہے

عبدالغفار

حیدر آباد دکن ——— ۱۷ر جنوری ۱۹۳۵ء

اُس نے کہا

بنامِ جہاندارِ جاں آفریں

(۱)

وہ ـــــ منتخب اور محبوب ـــــ وہ جو اپنے عہد کی صبحِ صادق تھا
وہ بارہ برس تک شہر عرفیس! اپنے جہاز کا منتظر رہا۔ جو ایک دن آنے والا تھا۔ اور اس کو اس کے وطن کی طرف لے جانے والا تھا۔

اور بارھویں برس ماہ عیلول کے ساتویں دن، جب بستی کے لوگ اپنی کھیتیاں کاٹ رہے تھے۔

اُس نے شہر کے باہر پہاڑیوں پر چڑھ کر سمندر کی طرف نظر کی۔
کُہر کے دُھندلے دامن میں اُس نے اپنے جہاز کو آتے دیکھا۔
اُس وقت اس کے دل کے دروازے کھُل گئے۔
اُس کی مسرّت نے سمندر کی سطح کے اوپر اپنے پرِ پرواز کھول دیے۔

اُس نے آنکھیں بند کر لیں، اور اپنی رُوح کے سکونِ مطلق میں وُہ دُعا کرنے لگا۔
مگر جب وہ پہاڑی سے اُتر رہا تھا۔ تو اُس پر ایک اُداسی طاری ہوئی۔
اُس کے دِل میں یکایک خیال آیا۔

"میں یہاں سے مسرور و بے غم کیوں کر جا سکوں گا ———— اے کردگار!
میں اس بستی سے رخصت ہو نہیں سکتا، تاوقتیکہ ایک زخم اور اپنی رُوح پر نہ لگا لُوں"۔

غم و اندوہ اور آسائش کا ایک طویل زمانہ میں نے اس شہر پناہ کے اندر گذارا
ہے۔ میری تنہائی کی راتیں بہت طویل تھیں۔ مگر بے آرام نہ تھیں۔

"پھر کیونکر ممکن ہے، کہ کوئی شخص اپنے رنج اور اپنی تنہائی اور اس آسائش
سے جو اس حال میں حاصل ہوتی ہے، بغیر متاسّف ہوئے، بغیر آنسو بہائے۔ رخصت
ہو سکے"۔

"اپنی رُوح کے اتنے ٹکڑے میں نے ان گلیوں میں پھینکے ہیں۔
"اور میرے ارمانوں کی اس قدر اولاد ان پہاڑیوں کے آغوش میں کھیل رہی ہے
"اب یہ کیونکر ممکن ہے کہ اپنی رُوح پر ایک وزن رکھے بغیر، یا اپنے دل میں
ایک خلش پیدا کئے بغیر بازگشت کر سکوں"؟

"یہ کوئی لباس تو نہیں۔ جس کو میں آج اپنے جسم سے اُتار پھینکنا چاہوں تو
بلا تکلف پھینک دُوں"؟

"مجھے تو اپنی کھال اپنے ہی ہاتھوں سے نوچ کر پھینک دینی ہے"۔
"مجھے تو اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے جگر کا خون نچوڑنا ہے۔

"یہ بستی کوئی محض تخیّل و تصوّر تو نہیں۔ کہ میں اس کو چھوڑ کر ـــــــ بُھلا کر ـــــــ دل سے مٹا کر ـــــــ چلا جاؤں۔

"یہ تو میرا دل ہے۔ میرے دل کا مقصود ہے۔ جس کو خواہشِ کامگار۔ اور طبیبِ کامران نے خوش کام بنایا تھا۔

"لیکن ـــــــ میں ٹھہر بھی تو نہیں سکتا۔

"سمندر، جو آخر کار سب ہی کو اپنی گود میں کھینچ کر اپنے سینے سے لپٹا لیتا ہے مجھے بُلا رہا ہے۔

"آخر مجھے اپنی کشتی میں سوار ہونا ہی پڑے گا ـــــــ اس لئے کہ قیام ـــــــ جب کہ رات کی شعاعیں شعلہ بہ دامن ہوں۔

"ایک جمود ہے ـــــــ حرکت سے محروم ـــــــ ایسا جیسے ہوا برف کی طرح منجمد اور شفاف ہو کر ایک سانچے میں بند ہو جائے"۔

"قیام ـــــــ ممکن نہیں"!

"کاش کہ میں، جو کچھ یہاں ہے، وہ سب، اپنے ساتھ لے جا سکتا۔

"مگر کیونکر"؟

"آواز، جس کے شانوں پر، زبان پَر لگاتی ہے، خود تو اُڑ جا سکتی ہے، مگر زبان کو ساتھ نہیں لے جا سکتی ـــــــ وہ مجبور ہے کہ تنہا آکاش کی جستجو میں پرواز کرے"۔

"اور اسی طرح عقاب!

وہ جب آفتاب کی کرنوں کو اپنے طاقت ور پروں سے کاٹتا ہُوا اور نور

کے اس پھیلے ہوئے جال میں اُلجھنا ہوا ——— اُڑتا ہے، تو اپنے آشیانے کو ساتھ نہیں لے جا سکتا ———"

اس طرح سوچتا ہوا ——— مغموم اور مسرور بھی ——— جب وہ دامنِ کوہ میں اُترا، تو پھر اُس نے سمندر کی طرف دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا جہاز ساحل کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔

اُس نے جہاز کے ملاحوں کو جہاز کے عرشہ پر کھڑے دیکھا۔

وہ سب ملاح اس کے ہم وطن تھے، اسی کے دیس والے تھے۔

اُس کی زبان خاموش تھی۔ مگر اس کی رُوح نے بے اختیار ان ملاحوں کو پکارا۔

"میری اس زندہ جاوید ماں کے بیٹو! موجوں کے شہسوارو!

"کتنی دفعہ میں نے تمہیں اپنے عالمِ خواب میں، تصوّر کی موجوں پر تیرتے دیکھا ہے۔

"اب تم میری بیداری کی اس حالت میں میری طرف آئے ہو جو عالمِ رویا سے بھی زیادہ گہرا۔ اور وسیع ایک عالم ہے۔

"ہاں چلنے کو میں تیار ہوں!

"میرا اشتیاقِ سفر اپنے بادبانوں کو چڑھائے ہوئے ہوا کے جھونکوں کا منتظر ہے۔

بس ایک سانس اور ——— اس خاموش فضائیں، بس ایک محبّت کی نگاہِ واپسیں!

پھر میں تمہارے پاس آجاؤں گا ـــــــــ سمندروں کے مسافروں کا
ہم سفر مسافر!

اور تو! اے مہا ساگر! اے مادرِ خوابیدہ!
"تو! کہ تیرے ہی آغوش میں چشموں اور دریاؤں کو آزادی نصیب ہوتی ہے
"میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں، کہ
"پہلے اس کہ اس بستی کی زندگی کے دریا کا پانی چند قدم اور گذر سکے یا
اس سرسبز وادی میں ایک لمحہ اور اپنا ترنم جاری رکھ سکے۔
"میں تیرے پاس آجاؤں گا ـــــــــ
"ایک بے حد و نہایت قطرہ ـــــــــ ایک بے حد و نہایت
سمندر میں!" ـــــــــ

وہ جب آگے بڑھا تو اس نے دیکھا کہ دُور دُور سے بہت سے آدمی، مرد
اور عورت، اپنے کھیتوں اور انگوروں کے باغوں کو چھوڑ کر شہر کے دروازے
کی طرف چلے آ رہے ہیں۔
اُس نے اُن کی آوازیں سُنیں۔
وہ سب اُسی کا نام لے کر پکار رہے تھے،
اور کھیتوں کھیتوں چلا چلا کر ایک دوسرے کو جہاز کے آنے کی خبر
سُنا رہے تھے،
"اُس نے اپنے دل سے کہا۔
"کیا یومِ فراق ہی یومِ وصال ہوگا؟

"اور کیا، کہا جائے گا کہ میری شام ہی میری صبح تھی؟

"اور میں کیا دے سکوں گا، اُس شخص کو جس نے میرے لئے اپنا ہل کھیت میں پڑا چھوڑ دیا؟

"کیا ایسا ممکن نہیں، کہ میرا دل پھلوں سے لدا ہُوا ایک درخت بن جائے
"تاکہ میں اس کے میوے کو ان لوگوں میں، دونوں ہاتھوں سے تقسیم کر سکوں؟

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ میرا ذوق تمام ایک پہاڑی چشمے کی طرح بہنے لگے؟
"تاکہ یہ لوگ اس سے اپنے پیالے بھر لیں؟

"کیا میں ایک مورچنگ نہیں بن سکتا؟
کہ لوگوں کی اُنگلیاں اس سے مس کریں ——— اور اسکی موسیقی فضا میں پھیل جائے؟

"کیا میں ایک بانسری نہیں بن سکتا کہ اس کا سانس، ان کی روحوں میں گذر جائے
"میں خاموشیوں کا تمنائی ہوں۔

"وہ کیا دولت ہے ——— کہاں ہے ——— جو میں نے اپنی خاموشیوں میں پائی اور جس کو اب میں تقسیم کر سکوں؟

"اگر آج میری فصل کے کٹنے کا دن ہے، تو کس کھیت میں میں نے تخم پاشی کی تھی؟

"اور کس گذرے ہوئے ——— بھُولے ہوئے زمانے میں؟

اگر یہی وہ ساعت ہے جب مجھے اپنی قندیل اٹھا کر بلند کرنی ہے،
"تو کیا اُس قندیل میں وہی شعلہ روشن ہوگا، جو میرے اندر ہے؟

"شاید، بے نور اور تاریک ہوگی، میری قندیل، جب وہ بلند کی جائیگی،
"مگر، مجھے معلوم ہے کہ شب کا خبردار، اس میں تیل ڈال کر اس کو روشن
کردے گا ——————"

"اس طرح کہ بلندی پر اس کا شعلہ ہر طرف کی ہواؤں کا مقابلہ کرسکے"!
یہ سب کچھ اُس نے کہا، مگر اور بھی بہت کچھ تھا، اُس کے دل میں، جو
کہا نہ جاسکا!

اس لئے کہ وہ خود اپنے رازوں کو کیونکر زبان پر لاتا؟
اور جب وہ شہر میں داخل ہُوا، تو سب لوگوں نے اس پر سلام کہا اور
سب یک زبان چلائے۔
"بستی کے سب چودہری اور شیوخ اگلی صف میں کھڑے ہو گئے،
"اُنھوں نے کہا!
"ابھی ہم سے جُدا نہ ہو!
"ابھی ہم سے دُور نہ جا!
"جب ہماری شام ہوچکی تھی۔ تب تُو ہمارے لئے ایک نصف النہار
لے کر آیا۔
"اور تیری جوانی نے ہمیں کیسی کیسی خوابیں دیکھنا سکھائیں۔
"تو ہمارے درمیان اجنبی تو نہیں ہے، نہ مہمان ہے۔
"جب کہ تُو ہماری ہی اولاد ہے۔ ہمارا ہی محبوب ہے۔
"ابھی ہماری آنکھوں کو اپنے دیدار کا بھوکا نہ بنا"!

شیخوں اور مرشدوں نے اس سے کہا۔

"سمندر کی موجوں کو ہمارے اور اپنے درمیان حائل نہ کر۔

"اور نہ اس عہدِ زندگی کو جو تو نے ہمارے پاس گذارا ہے، ماضی کے حوالے کر!

"ایک رُوح کی طرح تو ہمارے درمیان گذرا ہے۔

"تیرے عکسِ قد نے ہمارے چہروں کو روشن کیا ہے۔

"تیری پُر نور پیشانی نے ہماری جبینوں کو نورانی بنایا ہے۔

"بہت ہم نے تجھے پیار کیا، مگر ہماری محبّت بے زبان تھی، وُہ پردوں میں چھُپی رہی۔

"مگر آج وہ پردے سے باہر آ کر تجھے پکار رہی ہے، اور تیرے روبرو بے نقاب موجود ہے۔

"اور ہوتا بھی یہی ہے ـــ ہمیشہ ـــــ کہ محبّت اپنی گہرائی سے بے خبر رہتی ہے تا آنکہ فراق کی ساعت آ جائے۔"

(۲)

"اور بھی بہت سے آئے، اور سب نے اس سے التجائیں کیں،
مگر اُس نے کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔
اُس نے اپنا سر جھکا لیا، اور جو لوگ اس کے قریب تھے، اُنہوں نے
اُس کے سینہ پر آنسو گرتے دیکھے۔
پھر اُس کے ساتھ سب خانقاہ کے صحن میں داخل ہوئے۔
وہاں اعتکاف خانہ سے ایک عورت نکلی، جس کا نام عارفہ تھا۔
اور وہ اہلِ بصیرت میں سے ایک تھی۔
اُس نے اس عورت کی طرف دیکھا۔ انتہائی لطف و شفقت اسکی نظر میں تھا
اس لئے کہ یہی عورت تھی، جس نے سب سے پہلے اُس سے کہا تھا "تو سچا ہے"،
اُس وقت جب کہ اس بستی میں آئے، اُس کو ایک ہی دن گذرا تھا۔

اس عورت نے کہا:-
"اے برگزیدہ! ابتدا سے واقف، اور انتہا کے جویاں!
"بہت زمانہ تک تیری نظروں نے اپنے جہاز کو ڈھونڈا!
"اور اب تیرا جہاز آگیا۔
"اور تجھے جانا ضرور ہے۔

"تیرے دل میں وطن کا اشتیاق بہت قوی ہے۔
"وہ وطن جہاں تیرے دل کی بڑی بڑی تمنائیں مرکوز ہیں،
"پس نہ ہماری محبت تجھے روک سکتی ہے۔
"نہ ہماری ضرورتیں تیری راہ میں حائل ہو سکتی ہیں۔
"صرف اتنا ہم چاہتے ہیں، کہ رخصت ہونے سے پہلے تو ہم سے دو
تیں کرلے۔
"ہم کو اپنی "حقیقت اعلیٰ" سے ایک حصّہ عطا کر۔
"ہم تیرے عطیہ کو اپنے بچّوں کے سپرد کر جائیں گے۔
"اور پھر وہ بچّے اپنے بچّوں کے۔
"اس طرح تیری امانت ہمیشہ ہماری نسلوں میں محفوظ رہے گی۔
"اپنی تنہائی اور خلوت میں تو نے ہماری زندگی کا مطالعہ کیا۔
"اپنی بیداری میں تو نے اس طرح ہماری نگہداشت کی، جیسے ماں سوتے
ہوئے بچّے کی نگرانی کرتی ہے ——— جیسے وہ خواب میں بچّہ کو روتے
اور مسکراتے دیکھتی ہے۔
"پس اب تو ہمارا راز ہم پر ظاہر کر دے۔
"اور ہمیں بتا دے ——— وہ سب کچھ جو تو نے دیکھا ہے،
موت اور حیات کے درمیان"۔
اُس نے جواب دیا:۔
"بستی والو! میں تم سے کس چیز کا ذکر کروں، سوائے اُس چیز کے جواب

بھی تمہاری رُوحوں میں لرزاں اور متحرّک ہے":

عورت نے کہا:۔

"ہمیں محبّت کے متعلق کوئی بات بتا۔"

تب اس نے سر اُٹھایا اور لوگوں کی طرف دیکھا۔

ایک گہری خاموشی سب پر طاری ہوگئی۔

بہت بھاری آواز سے اُس نے کہا:۔

"جب محبّت تمہیں اشارہ کرے، تو اُس کے پیچھے جاؤ۔

"باوجودیکہ اس کے راستے مشکل اور دشوار گذار ہیں۔

"اور جب وہ تمہیں اپنے پردوں میں لپیٹ لے تو برضا و رغبت لپٹ جاؤ

"اور پرواز کرو۔ اگر اس تلوار کی نوک، جو اس کے پردوں میں پوشیدہ رہتی ہے، تمہیں زخمی کر دے،

"اور جب وہ تم سے بات کرے۔ تو اس کی بات کا یقین کر لو۔

"خواہ اُس کی آواز تمہارے تمام مرغوب خوابوں کو منتشر کر دے۔

"اس طرح جس طرح نسیم شمالی باغیچہ کو ویران کر دیتی ہے۔

"یاد رکھو، کہ محبّت تمہارے سر پر تاج رکھتی ہے تو ساتھ ہی تمہیں شولی پر بھی چڑھا دیتی ہے،

"جس طرح وہ تمہاری رُوح کے سبزہ زار کو شاداب رکھتی ہے، اسی طرح وہ وقتاً فوقتاً اس سبزہ زار کی بہت سی بے کار اور خودرو گھاس کو تراشتی اور چھانٹتی ہے،

"جب وہ تمہاری بلندیوں پر چڑھتی ہے، اور تمہارے شجرِ حیات کی اونچی سے اونچی شاخوں کو جو سورج کی روشنی میں کانپتی ہوتی ہیں۔ بوسہ دیتی ہے
"تو ساتھ ہی ساتھ —— عین اسی وقت، وہ اس شجر کی ان جڑوں تک بھی پہنچتی ہے، جو زمین کے سینے سے لپٹی ہوتی ہیں، اور ان کو ہلا ڈالتی ہے۔
"اناج کے پولوں اور گٹھلیوں کی طرح وہ تم کو سمیٹ لیتی ہے۔
"وہ تمہیں عریاں کرنے کے لئے اس طرح جھاڑتی ہے، جس طرح غلّے کی شاخیں دانہ نکالنے کے لئے جھاڑی جاتی ہیں۔
"پھر وہ تمہیں پٹکتی ہے، تاکہ تمہارے دانے بھوسی سے علیحدہ ہو جائیں
"پھر وہ تمہیں پیستی ہے تاکہ تمہارا بے داغ مغز عریاں ہو جائے،
"پھر وہ تمہارے مغز کو کچلتی ہے، تاکہ وہ نرم اور لوچ دار ہو جائے۔
"پھر وہ اس مغز کو اپنی مقدس آگ کے حوالہ کرتی ہے، تاکہ تم کارسازِ حیات کے مبارک دستر خوانوں کے قابل ایک مقدّس روٹی بن جاؤ،
"یہ سب عمل محبّت تم پر کرے گی، اور جب تم اپنے دل کا راز جانو گے،
"اور تب اس راز کو جان کر تم قلبِ حیات کا ایک جزو بن جاؤ گے،
"لیکن اگر تم ڈر گئے، اور تم نے صرف محبت، اور محبّت کا عیش ہی تلاش کیا۔
"تب تو بہتر یہ ہے، کہ تم اپنی عریانی کو ڈھانک کر محبّت کے کھلیان سے نکل جاؤ ——
"نکل جاؤ —— اور ایسی دنیا میں چلے جاؤ جہاں کوئی موسم نہیں

ہوتا، کوئی نور نہیں ہوتا۔ کوئی ذوق نہیں ہوتا، اور نہ کوئی صاحب ذوق ہوتا ہے۔

"وہاں بھی تم ہنسو گے تو ـــــ مگر ـــــ اپنے حصّے کی پوری ہنسی نہ ہنس سکو گے۔

"تمہارا تبسّم نامکمل اور تمہارے قہقہے ادھورے ہوں گے،

"تم وہاں رو بھی سکو گے ـــــ مگر اپنے حصّے کے سب آنسو نہ پاؤ گے بہت سے آنسو باہر آنے سے پہلے خشک ہو جائیں گے!

"محبّت تم کو کچھ نہیں دیتی سوائے اپنے!

اور محبّت تم سے کچھ نہیں لیتی، سوائے اپنے ـــــ سوائے اُس جوہر لطیف کے جو اُسی کا ہے!

"محبّت قبضہ نہیں کرتی، نہ اُس پر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔

"اس لئے کہ محبّت خود ہی اپنے لئے بس ہے۔

"جب تم محبّت کرو تو تم کو یہ کہنا نہ چاہئے کہ "وہ میرے دل میں ہے"۔

"بلکہ کہو، تو یہ کہو، کہ "میں اُس کے دل میں ہوں"۔

"اور کبھی یہ نہ سمجھو، کہ تم محبّت کو راستہ بتا سکتے ہو۔

"وہ تم کو راستہ بتاتی ہے، بشرطیکہ تم کو اس قابل پائے۔

"پھر اگر تم محبّت کرو، اور خواہشیں اور تمنائیں بھی رکھو، تو گھل کر پانی ہو جاؤ ـــــ بہتے چشمے کی طرح ـــــ

"جو شب کی ظلمت کو اپنا نغمہ سُناتا ہے۔

"پھر اُس درد کو پہچانو، جو اُس چشمے کے اندر روانی کا ذوق لے کر پیدا

کرنا ہے۔

"اور محبت کے متعلق جو کچھ علم تم کو حاصل ہو جائے، اُسی سے مجروح ہو جاؤ

"اپنے زخموں سے خوش ہو کر ——— گویا تم اپنے عیش میں مست

ہو ——— خُون بہنے دو۔

"طلوعِ آفتاب کے وقت اس طرح بیدار ہو جاؤ، کہ گویا تمہارا دل ایک

پرندہ ہے ———

"جو اپنے پر کھولے ہوئے آمادۂ پرواز ہے۔

"اور شکر کرو کہ محبت کا ایک اور دن تمہیں نصیب ہُوا!

"دوپہر کو جب تم آرام کرو، تو اس آسائش کی ساعت میں بھی محبت کے

کیفِ بے نہایت سے لطف اندوز ہوتے رہو۔

"دن بھر کی محنت کے بعد شام کو اپنے گھر آؤ ——— محبت کے

احسان مند اور شکر گذار ہو کر۔

"پھر شب کو اسی طرح اپنی آنکھیں بند کرو، تا کہ تمہارا دل محبوب کے لئے

دعاؤں سے معمور ہو۔

"اور تمہارے لبوں پر مدح و توصیف کی ایک راگنی رقص کر رہی ہو!"

(۳)

پھر عارفہ نے کہا :-

"اور مناکحت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ اے میرے آقا!"

"اُس نے جواب دیا :-

"تم —— مرد اور عورت —— ساتھ ہی ساتھ پیدا ہوئے اور ہمیشہ ساتھ ہی ساتھ زندگی بسر کرد گے ۔

اور پھر جب موت کا فرشتہ اپنے پر پھیلا کر تمہاری زندگی کے خاکستر کو اُڑا دے گا۔

"اُس وقت بھی تم ساتھ ہی ساتھ رہو گے ،

"ہاں کردگار کائنات کے حافظے میں بھی تم ہمیشہ ساتھ ہی ساتھ رہو گے

"مگر، تمہارے اتصال میں کچھ کچھ فصل بھی ہونا چاہیئے .

"تا کہ آسمان کی آزاد ہوائیں اس فصل کے درمیانی خلا میں رقص کر سکیں ۔

"ایک دوسرے سے محبت تو کرو۔ مگر اپنی جنسی محبت کو اپنے لئے ایک زنجیر نہ بنالو۔

"بلکہ اپنی محبت کو تم دونوں ایک متحرک سمندر بناؤ۔

"جو تم دونوں کی روحوں کے درمیان ——— اس طرح جیسے، دو ساحلوں کے درمیان ——— موجزن رہے ———

"ایک دوسرے کے پیالوں کو بھرو، مگر دونوں ایک ہی پیالے سے اپنی پیاس نہ بجھاؤ۔

"اپنا اپنا لقمہ ایک دوسرے کو دو، مگر ایک ہی روٹی کو دونوں مل کر نہ کھاؤ۔

"باہم مل کر، ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ——— رقص کرو، گاؤ، عیش کرو۔

"لیکن ایک دوسرے سے آزاد بھی رہو۔

"جس طرح دو تارہ کے دو تار، جو بیک وقت ایک ہی راگ سے مرتعش ہوتے ہیں، لیکن ایک دوسرے سے جدا رہتے ہیں۔

"اپنا دل بخش دو۔ مگر ایک دوسرے کو نہیں۔

"اس لئے کہ وہی یدِ قدرت جو تمہیں زندگی عطا کرتا ہے، تمہارے دلوں پر قبضہ کرنے کا بھی حق رکھتا ہے۔

"زندگی کی گرمی اور سردی میں شانہ بہ شانہ کھڑے رہو۔

"مگر بالکل مل نہ جاؤ۔

"جس طرح مسجد کے ستون جو ایک دوسرے کی مدد سے ساری عمارت کا وزن برداشت کرتے ہیں، مگر اپنی اپنی جگہ پر ایک دوسرے سے جُدا، قائم رہتے ہیں۔

"یا جیسے شاہ بلوط اور صنوبر، جو ایک ہی جھرمٹ میں، ایک ہی کنج میں پیدا ہوتے ہیں، اور ایک ہی ہوا، اور ایک ہی زمین میں نشو و نما پاتے ہیں۔ مگر ایک دوسرے کی شاخوں کے سائے میں پرورش نہیں پا سکتے۔"
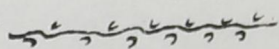
(۴)

پھر ایک عورت نے جس کی گود میں بچّہ تھا کہا :۔
"ہمیں بچّوں کے متعلّق کچھ بتا"
اُس نے کہا :۔
"تمہارے بچّے تمہارے بچّے نہیں ہیں ۔
"وہ قوتِ حیات اور جذبۂ آفرینش کی اولاد ہیں ۔
"وہ اُس زندگی کی اولاد ہیں، جس کی فطرت خود اپنے نمو کے لئے بے قرار رہتی ہے ۔
"وہ تمہارے واسطے سے بھیجے جاتے ہیں، مگر وہ تمہاری ملکیّت نہیں ہوتے ۔
"تم اپنی محبّت ان کو دو، جس قدر دے سکو، جس قدر دینا چاہو۔ مگر اپنا تخیّل ان کے حوالے نہ کرو ۔
"اس لئے کہ ان کو تمہارے تخیّل کی ضرورت نہیں ——— وہ اپنا تخیّل اپنے ساتھ لاتے ہیں ۔
"تم ان کے جسموں کو اپنے گھروں میں آسائش پہنچاؤ، لیکن ان کی روحوں کو آزاد چھوڑ دو ۔

"اس لئے کہ اُن کی رُوح اُس گھر میں رہتی ہے جس کو "فردا" کہتے ہیں ــــــــــــ

"وہ گھر اس "ماضی" اور "امروز" سے دُور ہے، جس میں تم سکونت رکھتے ہو"
"اُس گھر میں تم نہیں جا سکتے، اس گھر کا تصوّر بھی تمہارے ذہن میں نہیں سما سکتا،

"تم چاہو تو ان کے قدم بہ قدم چلنے کی کوشش کرو۔
"مگر اُن کو ہرگز اپنے قدم بہ قدم چلانے کی کوشش نہ کرو۔
" اس لئے کہ زندگی پس پا نہیں ہو سکتی، اُس کا قدم پیچھے نہیں ہٹ سکتا
"نہ وہ گذرے ہوئے کل کے ساتھ ٹھہر سکتی ہے۔
"تم سب کمانیں ہو، جن سے تمہارے بچے تیروں کی طرح نکل کر فضا میں اپنا راستہ پیدا کرتے ہیں،
"اُن تیروں کے نشانوں کو دیکھنے والا ایک تیرانداز ہے۔ جو اپنے بازو کی قوّت سے ان کمانوں کو کھینچتا ہے۔ اور جھکاتا ہے ــــــــ اپنی پوری طاقت سے کھینچتا ہے۔ تاکہ اس کے تیر زیادہ فاصلہ طے کر سکیں۔ اور زیادہ تیز جا سکیں۔

"وہ تیرانداز ہمیشہ اپنے تیر اُفقِ مستقبل کی طرف پھینکتا ہے،
"پس تم اس تیرانداز کے ہاتھ میں رضا و رغبت کے ساتھ جُھک جاؤ۔
"اِس لئے کہ جس طرح وہ اُڑتے ہوئے تیروں سے محبّت کرتا ہے۔ اُسی طرح وہ ان کمانوں سے بھی رضامند رہتا ہے۔ جو مضبوط اور کارآمد ہوں۔"

(۵)

پھر بستی کے ایک ساہوکار نے کہا:-

"کچھ نہیں بھی بتا ——— داد و دہش کے متعلق"۔

اُس نے کہا:—

"جب تم اپنی املاک کو تقسیم کرتے ہو۔

"تو کوئی بڑا کام نہیں کرتے؟

"ہاں! جب تم اپنے کو، اور اپنے نفس کو بخش دیتے ہو، تب واقعی

تم داد و دہش کرتے ہو۔

"تمہارے مقبوضات ہیں کیا؟

"سوائے ان اشیاء کے جن کی تم عمر بھر حفاظت کرتے رہتے ہو، اور

ڈرتے ہو، کہ کہیں وہ ضائع نہ ہو جائیں، اور "کل" کو تمہارے کام نہ آسکیں،

"اور "کل"؟

"اُس ضرورت سے زیادہ محتاط کُتے کے لئے "کل" کیا تحفہ لائے گی،

جو آج ایک لق و دق ریگستان کے ریت میں اپنی چبائی ہوئی ہڈی نہایت احتیاط

کے ساتھ دبا دیتا ہے اور خود قافلے کے پیچھے پیچھے گندا چلا جاتا ہے!

"اور احتیاج کا اندیشہ ہی کیا؟
- اندیشہ خود احتیاج ہے!
"پیاس کا اندیشہ ——— اس وقت جب کہ تمہارا کنواں پانی سے بھرا ہُوا ہے ——— بجائے خود ایک کبھی نہ تسکین پانے والی پیاس ہے!
"کچھ وہ ہیں، جو اپنے بہت سے مقبوضات میں سے تھوڑا سا دیتے ہیں ———
"اور وہ احسان کرنے اور امتیاز پانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔
"اُن کے دل کی پوشیدہ خواہشیں اُن کے تحفوں کو گندہ کر دیتی ہیں۔
"کچھ وہ ہیں، جن کا مقبوضہ بہت تھوڑا ہے، اور وہ سب دے ڈالتے ہیں
"کچھ وہ ہیں، جو زندگی اور زندگی کی نعمتوں کی کثرت پر ایمان لاتے ہیں۔
"اُن کی جھولی کبھی خالی نہیں رہتی،
"کچھ وہ ہیں۔ جو دیتے ہیں، اور دے کر خوش ہوتے ہیں۔ ان کی مسرّت ان کی فیاضی کا انعام ہے۔
"کچھ وہ ہیں۔ جو دیتے ہیں، اور دے کر ملول ہوتے ہیں، وہ ملال ان کی سزا ہے۔
"اور کچھ وہ ہیں، جو دیتے ہیں، اور دے کر ملال سے آشنا نہیں ہوتے نہ مسرّت کی تلاش کرتے ہیں۔
"نہ یہ سمجھ کر دیتے ہیں، کہ دینا حسن و صواب ہے۔

"اور نیک عمل نیکوں کا حصہ ہے!

"وہ اس طرح دیتے ہیں، جس طرح سامنے وادی میں اُس کا درخت،

بے پروا ہو کر، اپنی مہک ساری فضا میں بکھیرتا رہتا ہے۔

"ان جیسوں کے ہاتھوں سے داتا کھیلتا ہے، اور اُن کی آنکھوں

کے پردوں سے وہ زمین کی طرف دیکھتا ہے، اور مسکراتا ہے۔

"مانگنے کو دینا کارِ نیک ہے۔

"مگر نیک تر کام یہ ہے کہ بغیر مانگے، سمجھ کر دیا جائے،

"داتا کو دینے سے زیادہ، پانے والے کو تلاش کرنے کی زحمت

مسرُور کرتی ہے ——

"پھر کیا، ہے کوئی ایسی چیز، جس کو تم بچا کر رکھنا چاہو؟

"جو کچھ تمہارے پاس ہے، وہ سب ہی کسی دن تقسیم ہو جائے گا۔

"لہٰذا آج دو۔

"کہ دینے کا لطف تم کو حاصل ہو نہ کہ تمہارے وارث کو!

"تم اکثر کہا کرتے ہو۔ "میں دُوں گا۔ مگر مستحق کو۔"

"لیکن تمہارے باغ کے درخت اور تمہاری چراگاہ کے گلّے تو ایسا نہیں

کہتے ——

"وہ اپنا سب کچھ دے ڈالتے ہیں —— اس لئے کہ یہی عمل

اُن کی زندگی کی ضمانت ہے!

"وہ نہ دیں۔ تو فنا ہو جائیں ——

"یقیناً جو کوئی دن اور رات سے اپنا حصّہ پاتا ہے، وہ تم سے بھی ہر چیز پانے کا مستحق ہے۔

"اور جو کوئی زندگی کے سمندر سے اپنی پیاس بجھانے کا حق رکھتا ہے۔ وہ یقیناً تمہارے چھوٹے سے چشمے سے بھی اپنا پیالہ بھرنے کا مستحق ہے۔

"اور تمہاری حقیقت کیا ہے؟ کہ لوگ سینہ کوبی کرتے ہوئے تمہارے سامنے آئیں، اور اپنی عزّتِ نفس کے چہرے سے نقاب اُٹھائیں۔ تاکہ تم اُن کے استحقاق کو عریاں اور اُن کی خودداری کو بے نقاب دیکھ سکو!

"پہلے تو یہ دیکھو۔ کہ تم خود بھی اس عزّت کے مستحق ہو کہ تم کو کسی کا حاجت روا بنایا جائے!

"حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے سب چشمے ایک دوسرے کو پانی دیتے ہیں۔

"ایک زندگی۔ دُوسری زندگی کو سہارا دیتی ہے۔

"اور ایک روح۔ دُوسری رُوح کو۔

"اور ایک فطرت، دُوسری فطرت کو۔

"اور تم جو اپنے کو دانا سمجھتے ہو، تم تو محض ایک شاہد اور ناظر ہو۔ کہ زندگی کا یہ لین دین کھڑے ہوئے دیکھا کرو۔

"اے پانے والو! —— تم سب پانے والے ہو، اور سائل بھی ہو —— شکر کا لمبا بار اپنے ذمّے نہ لو۔ جو تمہارے اور دینے والوں کے کاندھوں کا جُوا بن کر جم جائے۔

دینے والے کی نیّت کی رفعت اور بلندی کے ساتھ خود بھی بلند ہو جاؤ جس طرح کسی کے مضبوط بازوؤں کے سہارے کوئی کمزور یا بیمار کھڑا ہو جاتا ہے۔

"اس لئے کہ اپنی مقروضیت اور احسان مندی کا بہت زیادہ لحاظ کر کے گویا تم دینے والے کی فیّاضی پر شبہ کرتے ہو، جس کی ماں زمین ہے اور جس کا باپ وہ دانا ہے، جو ہمیشہ بے مانگے دیتا ہے۔

"پھر تم ایسے کہاں کے ہو، یا تمہارا دینے والا ایسا کہاں کا ہے۔ کہ وہ فطرت کے عمل کو اپنی طرف منسوب کرے!

---

(۶)

"پھر ایک بوڑھے بھٹیارے نے کہا :۔
"ہم سے کھانے پینے کی کچھ باتیں کر۔"
"اور اُس نے کہا :۔
"کیا اچھا ہوتا کہ تم صرف زمین کی مہک سونگھ کر زندہ رہ سکتے !
"جس طرح وہ درخت ، جو صرف سورج کی روشنی سے زندگی پاتا ہے۔
"لیکن اگر تمہاری فطرت مجبور کرتی ہے ، کہ تم اپنی غذا دوسروں کا خون کرکے حاصل کرو۔
"اور اگر تم مجبور ہو کہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے ماؤں کے بچّوں کو دُودھ سے محروم کر دو۔
"تو کچھ ایسا کرو۔ کہ تمہارا یہ فعل بھی عبادت میں داخل ہو جائے۔
"تمہارا دستر خوان ایک قربان گاہ بن جائے۔ جس پر جنگل کے معصوم اور پاک رہنے والے جاندار تمہارے پاکیزہ تر وجود معنوی پر قربان کئے جائیں
"جب تم ایک حیوان کے گلے پر چُھری پھیرو۔ تو اپنے دل میں کہو ، کہ
"وہی قوت جو تجھے ذبح کرتی ہے ، مجھے بھی ذبح کرتی ہے۔

"میں بھی تیری طرح فنا ہو جانے والا ہوں۔

"اس لئے کہ جس قانونِ قدرت نے تجھے میری غذا بنایا۔ وہی مجھ کو مجھ سے قوی تر۔ کی غذا بنائے گا۔

"تیرا۔ اور میرا خون سوائے اس کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا، کہ میری اور تیری رگوں سے نکل کر کسی دوسرے شجرِ فطرت کی آبیاری کرے۔

"کسی اور کی زندگی کو تقویت پہنچائے۔

"کسی اور کے کمزور جسم کو مضبوط بنائے۔

"کسی اور کی رگوں میں دوڑے۔

اور جب تم ایک سیب کو اپنے دانتوں کے نیچے کچلو، تو اپنے دل میں کہو۔ کہ:—

"تیرا تخم میرے جسم میں سرسبز رہے گا۔

"تیرا عرق میرے جسم میں تازہ رہے گا۔

"اور تیرے آئندہ کھلنے والے شگوفے میرے دل کے اندر پھولیں گے

"اور تیری نکہت میرے سانس کے ساتھ پھیلے گی۔

"اور اس طرح ہم دونوں —— تو اور میں —— ایک دوسرے کی زندگی میں شریک ہو کر پھلیں پھولیں گے۔

"اور ہم دونوں کے تخم کو آسمان کی ہوائیں سارے جہان میں اڑا کرلے جائیں گی۔

"اور اس تخم سے سیب کے ہزاروں جنگل سرسبز ہوں گے!

"اور جب خزاں کے موسم میں تم اپنے باغ کے انگوروں کو جمع کرو تاکہ اُن کی شراب بنائی جائے۔ تو اپنے دل کو یاد دلاؤ، کہ

"میں بھی انگور کا ایک کھیت ہوں۔

"میرا وجود بھی انگوروں کا ایک باغیچہ ہے۔

"اور میرے پھل بھی شراب بنانے کے لئے توڑے جائیں گے۔

"اور تازہ شراب کی طرح مجھے بھی کسی خُم کے اندر بند رکھا جائے گا۔

"اور پھر جب تم موسم سرما میں شراب کے خم کو کھولو۔ تو ہر پیالہ کے ساتھ تمہاری اعماق رُوح میں ایک موسیقی، ایک ترنّم، ایک نغمہ، ایک گیت، ایسا پیدا ہو کہ تم مست ہو جاؤ،

"اور مست ہو کر اپنی مستی میں فنا ہونے پر آمادہ ہو سکو،

"اپنے اس ترنّم میں تم خزاں کے دنوں کو یاد کرو۔

"انگوروں کے باغوں کو یاد کرو —— اور یاد کرو کہ کس طرح شراب بنائی گئی تھی —— اور کس طرح آئندہ بنائی جائے گی۔

"جیسے انگوروں کی شراب، ویسے تمہاری شراب!

"اور بھول نہ جاؤ۔ کہ اگلی صبح کو تمہارے بجائے کچھ اور صہبا نواز اس محفل میں آئیں گے۔ جو پھر انگوروں سے شراب نکالیں گے —— اور اس کے بعد خود اُن کی شراب دوسروں کے لئے نکالی جائے گی۔

"اوروں کی مٹی سے اُن کے ساغر بنے تھے، اور ان کی مٹی سے کل آنے والوں کے ساغر بنائے جائیں گے!

"پھر ایک دہقان نے کہا :۔
"ہم کو محنت کے متعلق کوئی نکتہ بتا۔"
"اُس نے کہا :۔
"تُم محنت کرتے ہو، اس لئے کہ زمین اور زمانہ کے ساتھ جو زمین کی
رُوح ہے ——— قدم بقدم چل سکو۔
" اس لئے کہ کاہل ہونا ایسا ہے۔ جیسے دنیا کے موسموں سے ناآشنا
ہو جانا۔
" جیسے زندگی کے اس جلوس سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہ جانا جو انتہائی
تفاخر و نیاز مندی کے ساتھ ایک وجودِ بے کراں کی طرف بڑھا چلا جا رہا ہے۔
" جب تم محنت کرتے ہو، تو تم ایک بانسری بن جاتے ہو۔
" جس کے قلب سے نکلی ہوئی ساعت شماری کی آواز ایک لازوال موسیقی
بن کر حیاتِ انسانی پر چھا جاتی ہے۔
" تم میں سے کون ہے۔ جو نیستان میں ایک خاموش اور بے صدا گھاس
کا تنکا بن جانا پسند کرے گا؟

"جب کہ تمہارے دوسرے تنکے اور نرکل ایک موسیقی سے لبریز فضا میں ہم آواز ہوں؟

"تم سے کہا گیا ہے، کہ محنت ایک لعنت اور جفاکشی ایک مصیبت ہے۔

"مگر میں تم سے کہتا ہوں، کہ جب تم محنت کرتے ہو، تو تم کائنات کے اُس اعلیٰ ترین مقصد کو پُورا کرتے ہو، جس کے لئے تم اسی دن نامزد کر دئے گئے تھے، جس دِن وہ مقصودِ عظیم پیدا ہُوا تھا۔

"اور محنت کا دامن پکڑ کر تم بلاشبہ زندگی کا دامن پکڑ لیتے ہو۔

"اور محنت کے واسطہ سے زندگی کو محبوب بنا لینا، زندگی کے عزیز ترین رازوں سے واقف ہو جانا ہے۔

"لیکن اگر تم اپنی تکلیف کی حالت میں، اپنی پیدائش کی زحمت و صعوبت اور زندگی کے احتیاج کو ایک لعنت سمجھتے ہو، جو تمہاری پیشانی پر لکھ دی گئی ہے

"تو میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اس لکھی ہوئی لعنت کو، تمہاری پیشانی کے پسینے کے علاوہ اور کوئی چیز دھو نہیں سکتی۔

"تم سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ زندگی ایک ظلمت ہے۔

"اور تمہاری بے عملی تم کو بے عمل لوگوں کا ہم آواز بنا دیتی ہے،

"ہاں! زندگی یقیناً ایک ظلمت ہے ——— میں بھی یہی کہتا ہوں۔

——— مگر

"جب اس کی طلب ہو!

"اور طلب اندھی ہوتی ہے ——— مگر

"جب علم ہو

"اور علم خود بین ہوتا ہے ــــــــ مگر

"جب محنت ہو۔

"اور محنت بے نتیجہ ہوتی ہے ــــــــ مگر

"جب محبت ہو!

"اور جب محض محبّت کی وجہ سے محنت کرتے ہو، تو اپنے کو اپنے سے،
اپنے وجودِ ظاہر کو اپنے وجودِ باطن سے " اور ایک کو دوسرے سے " اور عاملِ
ازل سے وابستہ کر لیتے ہو۔

"اور محبّت کے ساتھ محنت ہے کیا؟

"وہ ایسی بات ہے، کہ گویا تم اپنے دل کے تار نکال کر اُن سے ایک
کپڑا بُنو،

"تاکہ اس سے تمہارے محبوب کا لباس بنایا جائے،

"یا گویا تم اپنے محبوب کی آسائش کے لئے ایک مکان تعمیر کر رہے ہو،
جس کی اینٹیں تم اپنے خون سے جماتے ہو؛

"یا گویا تم اپنے محبوب کی خاطر زمین پر تخم باشی کر رہے ہو، یا اپنے پریم
کی انتہائی مسرت کے ساتھ کھیتی کاٹ رہے ہو۔

"یا گویا کہ تم کائنات کو اپنی رُوح سے معمور کئے دیتے ہو۔

"اور پھر تم دیکھتے ہو، کہ تمہارے تمام اعمال تمہارے گرد کھڑے ہوئے
تمہاری کامیابیوں کا تماشہ دیکھ رہے ہیں!

"میں نے اکثر تم کو کہتے سُنا ہے ــــ اس طرح کہ گویا تم عالمِ خواب میں بول رہے ہو ــــ کہ وہ شخص جو مرمر کے حسین مجسمے بناتا ہے اور اپنے فن کے زور سے اپنی رُوح کو پتھر کے اندر اُتار دیتا ہے، اُس شخص کے مقابلے میں ضرور عالی مقام ہے، جو محض زمین کھودتا ہے، اور کاشتکاری کرتا ہے۔

"اور وہ نقاش جو آسمان کی بلندیوں سے قوسِ قزح کو کھینچ لے آتا ہے۔ اور کپڑے کے ایک ٹکڑے پر انسان کی صورت میں اس کی جھلک پیدا کر دیتا ہے۔ اس شخص سے افضل ہے۔ جو ہمارے پاؤں کے لئے محض جوتیاں بناتا ہے ــــ

"مگر میں ــ حالتِ خواب میں نہیں۔ بلکہ نصف النہار کے وقت اور کامل بیداری کی حالت میں ــــ کہتا ہوں کہ

"ہوا عظیم الشان اور سرافراز شاہ بلوط کے ساتھ جس قدر شیریں زبان ہے اُسی قدر، چھوٹے سے، بے قیمت، گھاس کے تنکے کے ساتھ بھی ہے۔

"اور افضل وہی ہے، جو ہوا کو اپنی محبت کے جادو سے موسیقی کا ایک آسمانی گیت بنا دے۔

"محنت، درحقیقت، محبت کا ایک مظہرِ عظیم ہے ــــ نظر آنے والی شکل میں!

"محبت، جسم ہے، جس کے اندر محنت رُوح ہے۔

"اور اگر تم محبت کی وجہ سے بھی محنت نہیں کر سکتے، بلکہ صرف با دلِ ناخواستہ محنت کرتے ہو۔ تو بہتر ہے کہ تم اپنا کام ترک کر کے کسی مندر کے دروازے پر بیٹھ رہو، اور اُن لوگوں سے بھیک مانگ لیا کرو، جو اپنے کھیتوں سے خوش دل واپس ہوتے ہیں، تاکہ دیوتا کے درشن کریں۔

"اِس لئے کہ تم بے دلی سے اپنی روٹی پکاتے ہو۔ تو کڑوی روٹی پکاتے ہو۔

"جو صرف اُن ہی لوگوں کے پیٹ کی آگ بجھا سکتی ہے۔ جو انسان نہیں

ہوتے، اور محض نیم انسان ہوتے ہیں۔

" اور اگر تم انگوروں کو خوش دلی کے ساتھ نہیں نچوڑ سکتے، تو وہ شراب

زہر آلود ہو جائے گی۔

" تمہاری بے دلی زہر بن کر اُس شراب میں مل جائے گی۔

" اور اگر تم فرشتوں کی طرح آسمانی گیت بھی گاؤ، مگر تمہارا گیت محبّت اور

محنت کی چاشنی سے محرُوم ہو، تو سننے والوں کے کانوں میں تمہارا گیت رُوئی بن

کر گھس جاتا ہے، تا کہ وہ فطرت کی کوئی آواز نہ سُن سکیں!"

(۸)

"پھر ایک عورت نے کہا:۔
"ہم سے غم اور مسرت کا کچھ ذکر کرو"
اور اُس نے جواب دیا:۔
"تمہاری مسرت، درحقیقت تمہارا غم ہی ہے۔ جس کا نقاب اُتار دیا گیا ہے
"وہ کنواں جس کے اندر تمہارے قہقہے کی آواز گونجتی ہے، وہی تو ہے،
جس کے اندر تمہارے آنسو گرے ہیں۔
"اور اس کے سوا ہو کیا سکتا ہے؟
"جس قدر زیادہ غم تمہارے اندر جاگزیں ہوتا ہے، اتنی ہی زیادہ
گنجائشِ مسرت کے لئے پیدا ہوتی ہے۔
"کیا وہ پیالہ جو تمہاری شراب سے لبریز ہے، وہی پیالہ نہیں ہے؟
جو کمہار کے آوے میں جلایا گیا تھا۔
"اور کیا وہ بانسری جس کا نغمہ تمہاری روح کو تسکین دیتا ہے۔ وہی
بانس کا ٹکڑا نہیں ہے جس کا مغز چاقو سے کھود کر نکالا گیا تھا؟ اور جس
کا سینہ چھری سے کرید اگیا تھا؟

"جب تم مسرت سے معمور ہو، تو اپنے دل کی گہرائی میں بغور دیکھو۔
تم پاؤ گے، کہ وہی چیز تمہارے دل کو رنج دے رہی ہے۔ جو تمہیں مسرور
بھی کرتی ہے۔

"جب تم مغموم ہو تو پھر اپنے ہی دل کے اندر دیکھو۔
"تم دیکھو گے، کہ تم درحقیقت اُسی چیز کے لئے ملول ہو، جو تم کو مسرت
عطا کرتی ہے۔

"تم میں سے بعض کہتے ہیں۔ "مسرت غم سے بہتر ہے۔"
"اور بعض کہتے ہیں۔ "نہیں غم برتر ہے۔"
"میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ وہ دونوں ناقابلِ تفریق ہیں۔ ناقابلِ امتیاز ہیں
"ساتھ ہی ساتھ دونوں آتے ہیں۔ اور جب ایک تمہارے دسترخوان پر
موجود ہو، تو یقین جانو، کہ دوسرا تمہارے بستر میں سو رہا ہوگا۔
"سچ ہے، کہ تم ترازو کی وہ ڈنڈی ہو جو ان دونوں پلڑوں کو اُٹھائے رہتی ہے
"جب زندگی کا خزانہ دار۔ ترازو کو ہاتھ میں لے کر اپنا سونا چاندی
تولتا ہے۔ تو دونوں پلڑے ہلنے ہیں۔
"اور ڈنڈی اُس کے ہاتھ کے نیچے ہوتی ہے ما جو خزانہ دار ہے!"

(۹)

پھر ایک معمار آگے آیا۔

اُس نے کہا۔ "ہم کو کچھ مکانوں اور عمارتوں کے متعلق بتا۔"

وہ مُسکرایا۔ مُسکرا کر اُس نے کہا:۔

"بستی میں مکان بنانے سے پہلے، اپنے تصوّرات کا ایک باغ لگاؤ۔

"اس لیے کہ جس طرح تمہارا جسم شام کے وقت گھر کی طرف آتا ہے۔ اُسی طرح تمہاری آوارہ گرد رُوح بھی اپنا ٹھکانا ڈھونڈتی ہے۔

"تمہارا اصلی گھر تمہارا جسم ہے۔

"وہ سُورج کی روشنی میں پھیلتا ہے اور رات کی خاموشی میں سوتا ہے۔

"اُس کے اندر ایک عالم رؤیا بند ہے۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اس گھر میں خوابیں نہیں دیکھی جاتیں؟

"اور کیا گھر کا وہ رہنے والا جو شہر سے باہر پہاڑیوں اور وادیوں کی طرف جاتا ہے۔ تو خوابیں دیکھے بغیر جاتا ہے؟

"کاش کہ تمہارے یہ اجسام سب میری مٹھی کے اندر آجاتے، اور میں ان کو ایک دہقان کی طرح جنگلوں اور کھیتوں میں بکھیر دیتا۔

"کاش کہ پہاڑ کی وادیاں تمہاری سڑکیں ہوتیں، اور تمہارے سب راستے سرسبز کھیتوں کے راستے ہوتے۔

"تاکہ تم انگور کے باغوں میں ایک دُوسرے کو پہچانتے، اور اپنے جسم پر زمین اور مٹّی کی مہک لیئے ہوئے گھروں کو واپس آتے۔

"مگر ابھی یہ ہونا نہیں ہے۔

"تمہارے باپ دادا کچھ ایسے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ اور خوف زدہ ہو کر کچھ اس قدر بدحواس ہو گئے تھے۔ کہ انہوں نے اپنی اولاد کو سمیٹ سمیٹ کر اپنے باپ دادا کے قریب ہی رہنا سکھایا۔

"ابھی چند روز وہ خوف باقی رہے گا۔

"ابھی چند روز تمہاری شہر پناہ تمہارے آتش دانوں اور کھیتوں کے درمیان حائل رہے گی۔

"اور مجھے بتاؤ ——— اے اہلِ حرفہ! ——— تمہارے ان گھروں میں ہے کیا؟

اور کیا چیز ہے، جس کی تم دروازوں میں قفل ڈال کر حفاظت کرتے ہو؟

"کیا تمہیں سکونِ قلب حاصل ہے؟ ——— وہ ذوقِ طلب جو تمہاری قوّت کا مظہر عظیم ہے؟

"کیا تمہارے دلوں میں ماضی کی یاد موجود ہے؟ وہ جو دلوں کی بلندیوں کو اس طرح ایک دُوسرے سے ملا دیتی ہے، جس طرح دریا کا ایک پُل۔

"کیا تم حُسن رکھتے ہو؟ وہ حُسنِ ازل جو دل کو اینٹ اور پتّھر سے جُدا کر کے کوہِ مقدّس کی طرف لے جاتا ہے۔

"مجھے بتاؤ! ہے تمہارے گھروں میں کوئی ایسی جنس؟

"یا تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ——— سوائے اس آسائش کے۔

"آسائش! وہ چور جو پہلے تمہارے گھر میں مہمان بن کر آتا ہے، پھر میزبانی کرنے لگتا ہے۔ اور پھر مالک بن کر بیٹھ جاتا ہے۔

"پھر وہ تم سے کھیلتا ہے۔ اور تمہاری اعلیٰ خواہشوں کو زبردستی اپنا کھلونا بنا لیتا ہے ——— مار مار کر ——— باندھ باندھ کر!

"اس کے ہاتھ ریشم کی طرح نرم، مگر اس کا دل فولاد ہے۔

"وہ تمہیں اپنے گیت سنا سنا کر بچوں کی طرح سلا دیتا ہے۔

"تاکہ تمہارے بستر کے پاس کھڑا ہو کر جسم فانی کی کمزوریوں پر حقارت کے ساتھ طعنہ زن ہو۔

وہ تمہاری عقل سلیم پر استہزا کرتا ہے۔ اور پھر اس کو نرم گدوں میں اس طرح لپیٹ دیتا ہے۔ جس طرح شیشہ کے نازک برتن لپیٹے جاتے ہیں۔

"سچ یہ ہے کہ "آسائش" کی طلب اور تمنا روح کے جذبۂ اعلیٰ کا خون کر ڈالتی ہے،

"اور پھر اس کے جنازے کو مسکراتے ہوئے کاندھا دیتی ہے۔

"مگر اے فضائے لسیط کے بچو! تم کہ سکوت کی حالت میں مضطرب ہوتے ہو

"تم کو کوئی چور نہ پکڑ سکے گا۔ نہ بہکا سکے گا۔

"تمہارا گھر زندگی کے جہاز کا لنگر نہ ہوگا ——— نہ لنگر کی طرح قائم!

"تمہارا گھر بادبان ہوگا ——— اور بادبان کی طرح متحرک!

"آسمان کی آزاد ہوائیں۔ اس کے ساتھ کھیلیں گی!

"وہ زخم کے اوپر کی پیپ سے بھری ہوئی کھال نہ ہوگا۔
"بلکہ وہ آنکھ کا باریک پردہ ہوگا۔ جو آنکھ کی حفاظت کرے گا۔
"تمہارے لئے ضروری نہ ہوگا۔ کہ تم اپنے اُس گھر کے دروازہ میں داخل ہونے کے لئے اپنے پروں کو سمیٹو۔ یا اپنے سروں کو جھکاؤ۔ تاکہ وہ چھت سے ٹکرا جائیں
"نہ تم اُس خوف میں مبتلا ہو کر اپنا سانس روکو۔ کہ کہیں گھر کی دیوار یا محراب شق ہو کر نہ گر جائے۔
"تم ان مقبروں میں زندگی بسر نہ کروگے۔ جو مُردوں نے زندوں کے لئے بنائے ہیں۔
"اور تمہارے گھر کتنے ہی شاندار۔ خوبصورت اور مضبوط ہوں۔ مگر اُن کے اندر تمہاری طلب صادق بند نہ ہو سکے گی۔
"اس لئے کہ وہ جو ایک جوہر بے حد و نہایت تمہارے اندر ہے۔ وہ آسمان کی وسعت میں اپنا مقام رکھتا ہے۔
"اس کے گھر کا دروازہ صبح صادق کی روشنی ہے۔
"اور شب کے موسیقی سے معمور سکون میں چمکتے ہوئے ستارے، اس کے بچے ہیں!"

(۱۰)

"پھر ایک جولاہے نے کہا :-
"ہم کو لباس کے متعلق کوئی نکتہ بتا۔"
اُس نے کہا :-
"تمہارا لباس تمہارے حُسنِ حقیقی پر بھاری پردے ڈال کر اُس کو نظروں سے دُور کر دیتا ہے۔
"لباس تمہارے حُسن کو چھپا دیتا ہے۔ لیکن تمہارے وجود کی زشت روئی کو نہیں چھپا سکتا۔
"اور باوجودیکہ تن کو لباس سے ڈھانک کر تم وہ آزادیاں چاہتے ہو۔ جو پردۂ اخفا میں حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمہارا لباس بجائے اس کے کہ تم کو اپنے پردوں کے پیچھے آزاد ہونے کا موقع دے۔ تمہارے لئے بیڑی اور زنجیر بن جاتا ہے۔
"کاش کہ لباس کی رکاوٹ کم ہوتی یا بالکل نہ ہوتی۔
"اور تمہارے جسم کی کھال سورج اور ہوا سے براہِ راست متصل۔ اور

مانوس ہوتی۔

"اِس لئے کہ نفسِ حیات ، سورج کی روشنی ہے۔ اور زندگی کی قوت کھلی ہوا کے اندر ہے۔

"تم میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ بادِ شمالی ہمیں لباس پہنے پر مجبور کرتی ہے۔ اُسی نے ہمارے جسم پر کپڑا لپیٹ دیا ہے۔"

"ہاں ! میں کہتا ہوں ، ہاں بادِ شمالی نے تمہارے جسموں پر کپڑا لپیٹا۔

"مگر اُس نے کپڑے کا سُوت بے شرمی کے چرخے پر کاتا اور قوتِ حیات کے تمام اعصاب کو ڈھیل کر اور نرم کر کے اس کپڑے کے تاروں میں ملا دیا۔

" اور جب بادِ شمال نے اس طرح تمہارے حجاب فاسد کو کپڑے پہنا دئے۔ تو وہ جنگل میں جا کر خُوب ہنسی ! !

"اِس حقیقت کو بھولو نہیں۔ کہ وہ شرم و حجاب جو جسم کے لباس اور برہنگی سے متعلق ہے۔ صرف گنہگاروں اور بد نیتوں کی آنکھ کے لئے ایک پردہ بنایا گیا ہے۔

"پھر جب تمہارے جسموں کے اندر گناہ اور بدی باقی نہ رہے۔ تو شرم و حجاب کے یہ پردے کیا ہیں۔ اگر محض ایک زنجیر ——— فطرت کی آزادیوں کو باندھنے والی ——— اور ایک گناہ کی بیماری نہیں ہے۔ جو دلوں کو ناپاک۔ ایمانوں کو خراب اور انسانوں کی فطرت کو آلودہ کرتی ہے۔

" اور بھولو نہیں !

"کہ زمین تمہارے ننگے پاؤں اپنے جسم سے مس ہوتے محسوس کرکے مسرور ہوتی ہے۔

"اور صحرا کی ہوا تمنّا رکھتی ہے۔ کہ وہ تمہارے کھلے ہوئے بالوں سے کھیلے!"
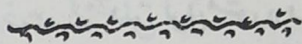
(۱۱)

"پھر ایک سوداگر نے کہا :-

"ہمیں خرید و فروخت کے متعلق کوئی مشورہ دے"۔

اور اُس نے جواب دیا :-

"تمہیں زمین اپنے تمام میوے اور پھل اور اپنی تمام پیداوار نذر کرتی ہے۔

" اور اگر تم اُس کے تحفوں سے اپنی جھولیاں بھرلو، تو پھر تم کبھی محتاج نہیں ہو سکتے۔

" اگر تم میں اتنی صلاحیت ہے کہ ان تحفوں کی تقسیم اور ان کا تبادلہ کر سکو تو یقیناً تم ہمیشہ احتیاج سے محفوظ اور کثرت میں آسودہ رہو گے۔

" لیکن اگر یہ تبادلہ اور تقسیم محبت اور انصاف سے بیگانہ ہے، تو بلا شبہ تم میں سے کچھ ایسے ہوں گے، جن کے اندر حرص پیدا ہو گی، اور باقی سب بھوکے مریں گے۔

" سمندر اور کھیت اور باغوں میں محنت کرنے والو!

" جب تم بازار میں کپڑا بُننے والوں، اور برتن بنانے والوں سے ملو، تو

" انصاف والے آقا کا نام لے کر ——— جو دُنیا کے ہر سودے کا حساب لکھتا ہے ———

" اپنی اُس ترازو کو پاک کر لو جس میں قیمت کے مقابلہ میں قیمت۔ اور پونجی کے مقابلہ میں پُونجی تولی جاتی ہے۔

اور اُن چالاک تہی دستوں کو اپنے سودے میں دخل نہ دینے دو۔ جو صرف اپنی چالاک اور طرار زبان کے شیریں الفاظ تمہاری محنت کے معاوضے میں پیش کرتے ہیں۔

" ایسوں سے تم کو صاف کہہ دینا چاہیئے "

" ہمارے ساتھ کھیتوں میں آؤ۔ جہاں ہل چل رہے ہیں۔

" یا ہمارے بھائیوں کے ساتھ سمندروں پر جاؤ اور اپنے جال پانی پہ بچھاؤ۔

" اس لئے کہ زمین اور سمندر تمہارے لئے بھی اُسی قدر فیاض ہیں جس قدر کہ ہمارے لئے۔

" اور اگر گانے والے۔ اور ناچنے والے اور بانسری بجانے والے آئیں تو اُن کا مال بھی خریدو۔

" اس لئے، کہ وہ بھی دُنیا کے میوے کی حلاوت، اور پھولوں کی مہک سمیٹ کر لاتے ہیں۔

" اور جو مال وہ تمہارے لئے لے کر آتے ہیں۔ وہ باوجودیکہ تخیّل و تصوّر کی دُنیا میں تیار کیا جاتا ہے، لیکن تمہاری رُوح۔ اور تمہارے وجودِ لطیف کے لئے

لباس وغذا ہے۔

"اور پہلے اِس سے کہ تم بازار سے چلو، یہ دیکھ لو کہ کوئی بیوپاری یا گاہک خالی ہاتھ تو نہیں رہ گیا۔

"اس لئے کہ دُنیا کا کارساز، اور تمہارا آقا، اپنی فضائے ملکوتی میں اطمینان کے ساتھ آرام نہ کر سکے گا۔ جب تک کہ تم میں سے ہر کمترین کی ضرورتیں پوری نہ ہو گئی ہوں۔"

(۱۲)

"پھر بستی کے کوتوال نے اُس کو اپنی طرف مخاطب کیا:۔
"ہم سے جرائم اور سزاؤں کے متعلق کچھ بیان کر۔"
"اور وہاں اُس نے کہا:۔
"جب تمہاری رُوح کا لنگر ٹوٹ جاتا ہے۔
"اور جب وہ ہوا میں آوارہ ہو جاتی ہے۔
"جب ہی تم اپنی تنہائی اور بے کسی کی حالت میں دوسروں کو گزند پہنچاتے ہو،
"اور دوسروں کو گزند پہنچا کر، تم درحقیقت اپنے ہی کو گزند پہنچاتے ہو۔
"اپنا ہی نقصان کرتے ہو۔
"پس اس گناہ کے کفارے کے لئے تم کو سعادت مندوں کے دروازے پر دستک دے کر انتظار کرنا چاہئے۔
تمہارا "نفسِ اعلیٰ" ——————— وہ جو تم میں سے بدترین گناہ گار کے اندر بھی موجود ہوتا ہے۔
"وہ "نفسِ اعلیٰ" ایک سمندر ہے۔

"جس کا پانی کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔

"اور جو اپنی سطح پر ہر تیرنے والے کو تیراتا ہے۔

"بلکہ تمہارا "نفسِ اعلیٰ" سورج کی مثل ہے۔

"کہ وہ نہ چھچھوندر کی عادت سے واقف ہے، نہ سانپ کے سوراخ کو ڈھونڈتا ہے۔

"مگر وہ تمہارے وجود میں تنہا مقیم نہیں ہے۔

"بہت کچھ تمہارے وجود میں جزوِ بشریت ہے۔

"اور بہت کچھ ابھی خام ہے۔

"اور جو کچھ تمہارے وجود میں جزوِ بشریت ہے: اُس کا اب میں ذکر کرتا ہوں۔

"اس لئے کہ وہی ——— نہ کہ وہ ظلمت کا ذرا سا بالشتیا تمہارا "نفسِ اعلیٰ" جو حالتِ خواب میں بھی متحرک رہتا ہے ——— وہی جرم اور اُس کی سزا سے آشنا ہے۔

"اکثر میں نے تم کو اس طرح ایسے لوگوں کا ذکر کرتے سُنا ہے، جنہوں نے خطا کی ہو۔

"کہ گویا وہ تم میں سے نہیں ہیں۔

"بلکہ تمہاری دُنیا میں مداخلتِ بے جا کرنے والے اجنبی ہیں۔

"مگر میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ جس طرح مقدس اور پارسا۔ ایمان والے اُس "نفسِ اعلیٰ" سے بلند تر نہیں ہو سکتے، جو تمہارے اندر ہے۔

"اِسی طرح گناہ گار اور کمزور بھی اُس "نفسِ ادنیٰ" سے پست تر نہیں گر سکتے جو اُن کے اندر ہے۔

"اور جس طرح درخت کا وہ ایک پتّہ بھی جو سُوکھ کر زرد ہو جاتا ہے۔ درخت کے تمام پتّوں اور شاخوں میں شامل رہتا ہے۔

"اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ درخت کا جزو نہیں ہے، یا خارج از درخت ہے۔

"اِسی طرح گناہ گار بھی کوئی گناہ ایسا نہیں کرتا، جس کی ذمہ داری میں تمہارا ضمیرِ خفی شریک نہ ہو۔

"ایک جلوس کی طرح تم سب اپنے "نفسِ اعلیٰ" کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہو۔

"تم راہ بھی ہو، اور راہرو بھی ہو۔

"اور جب اس جلوس میں سے کوئی ایک شخص ٹھوکر کھا کر گرتا ہے تو وہ دوسروں کو اسی طرح خطرے سے آگاہ کر دیتا ہے، جس طرح راستے میں پڑا ہُوا پتھر۔

"اور اگر اُس گرنے والے کو اُس کے تیز قدم ساتھی نہیں اُٹھاتے، اور گرا ہُوا چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔

"تو گویا وہ دانستہ بعد کے آنے والوں کے لئے ایک سنگِ راہ چھوڑ جاتے ہیں۔

"اور یہ بھی سُن لو! ——— خواہ میرے الفاظ تمہارے دلوں

ر کتنے ہی گراں گذریں ــــــــــ
"کہ مقتول اپنے قتل کے جُرم میں خود بھی شریک ہوتا ہے۔
"اور جو کوئی لوٹا گیا ہے۔ وہ خود بھی اپنی تباہی کے الزام سے بری نہیں ہے،
"پاکباز اور بے گناہ۔ مجرم اور گناہ گار کے افعال کی ذمہ داری میں
ضرور شریک ہیں۔
"اور کوئی نیکو کار نہیں۔ جس کے ہاتھ بدکاروں کی بدکاری سے ملوث
اور آلودہ نہ ہوں۔
"اسی طرح اکثر مجرم۔ اسی شکار کا ہدف بنتا ہے۔ جس کو وہ ایذا پہنچاتا
ہے۔
"اور اکثر وہی خطاوار، جو سزا پاتا ہے، بظاہر بے خطا ہوتا ہے۔ اور
معصوموں کی خطاؤں کا بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔
"تم انصاف سے بے انصافی کو، اور گناہ گاروں سے بے گناہوں
کو جُدا نہیں کر سکتے۔
"اس لئے کہ وہ آفتاب کے روبرو شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔
"جس طرح کالی اور سفید ڈوری باہم لپٹی ہوئی ہو ــــــــ پیچ در
پیچ ــــــــ اور جب کالی ڈوری ٹوٹ جاتی ہے، تو جولاہا سارے تھان
کو پھر درست کرتا ہے۔ اور اپنے اُس چرخے کو بھی دیکھتا ہے، جس سے وہ
کمزور تار نکلے تھے،
"اگر تم میں سے کوئی کسی بے وفا بیوی کے جُرم کو انصاف کی ترازو میں

تولنا چاہیئے۔

"تو اس کو چاہیئے کہ وہ عورت کے شوہر کے دل کو بھی اُسی ترازو کے پلڑے میں رکھ دے۔

"اور اُس عورت کی رُوح کے ساتھ اُس مرد کی رُوح کو بھی پیمانے سے ناپ لے۔

"اور پھر وہ شخص جو مجرم کی کمر پر تازیانہ مارنے کھڑا ہو، ذرا اس انسان کی رُوح کو بھی جانچ لے، جو ستم رسیدہ کہا جاتا ہے۔

"اور اگر تم میں سے کوئی چاہتا ہے۔ کہ حق و انصاف کا نام لے کر کسی مجرم کو سزا دے اور گناہ کے درخت پر انصاف کی کلہاڑی چلائے۔

"تو اُس کو چاہیئے۔ کہ ایک نظر اُس درخت کی جڑ کو بھی دیکھ لے،

"اور جب وہ زمین کے نیچے دبی ہوئی جڑ کو دیکھے گا، تو اس پر یہ حقیقت منکشف ہوگی، کہ زمین کی خاموش اور تاریک گہرائی میں، اچھے اور بُرے ثمر اور بے ثمر کی جڑیں باہم لپٹی ہوئی ہیں۔

"اور اے انصاف کرنے والے حاکمو! اگر تم چاہتے ہو، کہ حق کے مطابق فیصلہ کرو، اور سزائیں دو۔

"تو تم اس شخص کے خلاف کیا فیصلہ دو گے، جو اپنے ظاہری اعمال میں نیکوکار ہے، مگر جس کی رُوح چور ہے۔

"تم اُس شخص کو کیا سزا دو گے، جو دوسرے کے جسم کی جان، اپنی تلوار سے نکالتا ہے۔

"مگر ساتھ ہی ساتھ اپنی رُوح کو بھی قتل کر ڈالتا ہے۔
"اور تم اُس شخص پر کِس طرح مقدمہ قائم کرو گے۔
"جس کا عمل فریب اور ظلم سے خالی نہیں، مگر
"جو خود بھی دوسروں کے فریب کا شکار اور دوسروں کے ظلم کا مظلوم ہے؟
"اور تم ان لوگوں کو کِس طرح تعزیر کرو گے، جن کی پشیمانی ان کے گناہوں سے بھی زیادہ ہے؟
"کیا پشیمانی بھی اسی قانون کے ماتحت ایک سزا نہیں ہے جس قانون پر تم عمل کرتے ہو؟
"لیکن یہ سزا ایسی ہے، کہ تم چاہو بھی تو اس کو بے گناہ پر عائد نہیں کر سکتے۔
"نہ گناہ گار کے دل سے اس کو جُدا کر سکتے ہو!
"پشیمانی بغیر بلائے رات کی تاریکی میں آتی ہے، تاکہ سوتے ہوئے جاگ جائیں۔
"اور جاگ کر اپنے نفس کا مطالعہ کریں۔
"ضمیر کی شمع کو تمہارے اندر روشن کرتی ہے۔
"اور تم جو انصاف کے اصول کو سمجھنے کے مدعی ہو، کس طرح تم انصاف اور حق کے بنیادی اصول کو سمجھ سکو گے۔ تاوقتیکہ تم انسان کی گناہ گار زندگی سے بھی اسی قدر واقف نہ ہو، جس قدر کہ تم اپنے خیال میں اُس کی نیکیوں سے

آگاہ ہو۔

"اُس وقت تم کو معلوم ہو گا، کہ سربلند اور سرنگوں دونوں ایک ہی ہیں۔
"گویا ایک ہی انسان ہے۔ اور ایک ہی اُس کا نفس ہے۔

"جو صبح اور شب کے درمیان اس طرح قائم ہے۔ کہ اُس کے ایک طرف شب کی تاریکی میں اُس کا "نفس ادنیٰ" نمایاں ہے۔ اور دوسری طرف صبح کی روشنی میں اُس کا "نفس اعلیٰ" جلوہ ریز ہے!

"اور اُس وقت تم کو معلوم ہو گا۔ کہ معبد کی محراب کا بلند پتھر اس کی بنیاد کے پتھر سے ذرا بھی بلند تر نہیں!

"پھر ایک قانون ساز نے کہا :۔
"ہمارے قانون کے متعلق تو کیا کہتا ہے؟"
اُس نے کہا :۔
"تم کو قانون بنانے اور عائد کرنے میں کیسا مزا آتا ہے!
"مگر تم کو اُس کے توڑنے اور اُس کی خلاف ورزی کرنے میں اور بھی زیادہ مزا آتا ہے۔
"سمندر کے کنارے کھیلتے ہوئے بچوّں کی طرح!
"جو بڑی محنت سے، بڑے شوق کے ساتھ ریت کے گھروندے بناتے ہیں اور پھر ہنس ہنس کر اُن کو مٹا ڈالتے ہیں۔
"مگر تم جس قدر گھروندے ہنس ہنس کر توڑتے ہو۔ اُسی قدر زیادہ سمندر تمہارے کھیلنے کے لئے ریت لاتا ہے۔
"تم اس ریت سے پھر نئے گھروندے بناتے ہو اور پھر اُن کو توڑ ڈالتے ہو۔
"سمندر پھر تمہارے لئے اور بہت سی ریت لے کر آتا ہے۔

"اور جب تم اپنے گھروندوں کو توڑتے وقت ہنستے ہو۔ تو وہ بھی تمہارے ساتھ ہنستا ہے۔

"مگر اُن انسانوں کا کیا حال ہوتا ہے۔

"جن کے نزدیک زندگی سمندر نہیں ہے۔ اور نہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین ریت کے گھروندے ہیں۔

"بلکہ جو زندگی کو ایک مستحکم چٹان سمجھتے ہیں۔ اور اُن کا قانون گویا سنگ تراش کی ایک چھینی ہے، جس سے وہ چٹان پر اپنے وجودِ معنوی کے نقوش کھودتے ہیں۔

"مگر کتنی جلد وہ اپنے بنائے ہوئے نقوش کو بنا بنا کر مٹاتے ہیں۔

"ہر نئے نقش کو سمجھتے ہیں کہ یہ مکمّل ہے۔

"اور پھر ہر نقش تازہ، ایک تازہ تر نقش کا محتاج پایا جاتا ہے۔

"ان چٹان والوں کی زندگی سب سے زیادہ نا اُستوار ہے۔

"وہ دوسروں کو جب اپنے سے مختلف دیکھتے ہیں، تو سمجھ نہیں سکتے مگر کڑھتے ہیں۔

"اُس اپاہج کا کیا حال ہوتا ہے۔ جو رقص کرنے والوں کو رقص کرتے دیکھ کر حسد کی آگ میں جلتا ہے۔

"اور اس لئے اپنی لنگڑی ٹانگ اور اپنے ٹوٹے ہوئے ہاتھ اور اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ کی خوبیوں پر دلیلیں لاتا ہے!

"اُس بیل کو کیا کہئے، جو اپنے کاندھوں کے جوئے سے اتنی محبّت

کرتا ہے، کہ جنگل کے ہرن اور نیل گائے کو قابلِ تحقیر، آوارہ گرد اور ناکارہ سمجھتا ہے۔

"اُس بوڑھے سانپ کا کیا حال ہوتا ہے۔ جو اپنے بڑھاپے کی وجہ سے کیچلی نہیں اُتار سکتا، اور دوسرے نوجوان سانپوں کو کیچلی بدلتے دیکھ کر ننگا اور بے شرم سمجھتا ہے!

"اور وہ جو ضیافت میں —— اکثر بن بلائے بھی —— قبل از وقت آتا ہے، اور خوب کھاتا ہے اور کھاتے کھاتے تھک کر —— جب زیادہ کھانے سے معذور ہو جاتا ہے —— تو اُٹھ کر چلا جاتا ہے، مگر کہتا ہے کہ یہ ضیافتیں قباحتیں ہیں۔ اور یہ میزبان قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں

"جن کی ضیافتوں میں لوگوں کے معدے بھاری اور ہضم خراب ہو جاتے ہیں

"میں ایسے لوگوں سے کیا کہوں، سوائے اس کے کہ

"تم بھی سورج کی روشنی میں کھڑے تو ہو۔ مگر تمہارے چہرے دوسری طرف اور تمہاری پشت سورج کی طرف ہے۔

"تم صرف اپنا سایہ دیکھتے ہو —— سورج کا چہرہ نہیں دیکھتے —— اور وہی سایہ تمہارا قانون ہے۔

"تمہارے خیال میں سورج کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ پرچھائیاں بناتا ہے،

"پھر یہ کیا ہے کہ تم اصل قانون کو —— جو سورج کے اندر ہے صرف اسی قدر مانتے ہو، کہ اُس کی پرچھائیں کو زمین پر ڈھونڈتے ہو۔

"اور اُسی پرچھائیں کے پیچھے بھاگے چلے جاتے ہو!۔

"مگر اب میں اُن لوگوں سے ایک بات کہتا ہوں ۔

"جو سورج کی طرف مُنہ کر کے چلتے ہیں ۔

"تم کو زمین کی پرچھائیاں کسی طرح نہ پکڑ سکیں گی ۔

"تم جو ہوا کے ساتھ ساتھ اپنی مسافت طے کرتے ہو

"تمہارے لئے قطب نما کی حاجت نہیں ہے ۔

"انسان کے بنائے قوانین کیونکر تم کو پابند کر سکتے ہیں ۔

"جب کہ تم جوئے کو اپنے کندھے سے اتار کر پھینک دو ؟

"اور کسی شخص کے بنائے ہوئے قید خانے کے دروازے پر نہ جاؤ ۔

"تم کیوں ۔ کسی قانون سے ڈرو، اگر تم آزاد ہو کر رقص کرو ۔ اور کسی انسان کی بنائی ہوئی زنجیروں میں نہ اُلجھو ۔

"اور کس کی مجال ہے کہ تم پر مقدمہ قائم کرے، اگر تم اپنا لباس ظاہر پھاڑ کر پھینک دو ۔

"مگر اس کو کسی راہرو کے راستے میں نہ ڈالو !

"اے اہلِ عرفہ ! تم نقارہ پر کپڑا لپیٹ کر اس کی آواز کو دبا سکتے ہو ۔

"تم سارنگی کے تاروں کو ڈھیلا کر کے اُس کی موسیقی کو فنا کر سکتے ہو ۔

"مگر تمہاری مجال نہیں ۔ کہ آسمان کے چکاوک کو حکم دے سکو، کہ

"تو مت گا !"

(۱۴)
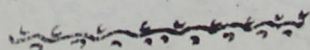
"پھر ایک خطیب نے سوال کیا" کہ ہمیں آزادی کے متعلق کچھ بتا۔

"اُس نے کہا:-

"شہر کے دروازوں پر اور اپنے گھروں کے آتش دانوں کے سامنے سجدے میں گرے ہوئے، مَیں نے تم کو آزادی کی پُوجا کرتے دیکھا ہے۔

"جس طرح غلام اپنے آقا کے روبرو سرِ عجز جھکاتے ہیں ———

"اور جب وہ اُن کو قتل کرتا ہے، تب بھی اس کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں۔

"ہاں مندر کے باغیچے میں اور شہر پناہ کے سایہ میں، مَیں نے ان کو، جو تمہاری قوم میں سب سے زیادہ آزاد کہے جاتے ہیں۔ اپنی آزادی کا غلام دیکھا ہے۔

"اس طرح کہ اس آزادی کا جوا، ان کے کندھوں پر رکھا تھا۔

"اور اُسی آزادی کی زنجیریں اُن کے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں۔

"اور جب مَیں نے یہ دیکھا۔ تو میرے دل کے زخم اندر ہی اندر بہنے لگے۔

"اس لئے کہ تم آزاد تو جب ہی ہو سکتے ہو، جب آزادی حاصل کرنے کی خواہش کو بھی تم اپنے لئے ایک پابندی اور زنجیر سمجھنے لگو۔

"اور جب تم آزادی کا نام اس طرح لینا چھوڑ دو۔ کہ گویا وہی تمہارے سفر کی منزلِ مقصود ہے، اور وہی تمہاری تمناؤں کی تکمیل ہے۔

"بے شک تم اُس وقت آزاد ہو گے۔ جب تمہارے دن افکار سے آزاد اور تمہاری راتیں، احتیاج اور غم سے خالی ہوں۔

"مگر اس سے بھی آزاد تر تم اُس وقت ہو گے، جب کہ افکار و آلام تمہاری زندگی سے لپٹے ہوئے ہوں۔ مگر تم اُن سب سے اپنا دامن چھڑا کر گذر جاؤ — — عریاں! قید و بند سے بری اور بے پروا!!

"اور کیونکر تم اپنی رات اور اپنے دن کی پابندیوں سے چھٹکارا پاؤ گے، تاوقتیکہ تم ان زنجیروں کو نہ توڑ ڈالو، جن سے تم نے آغازِ حیات ہی کے وقت اپنی زندگی کے نصف النہار کو باندھ دیا تھا۔

"فی الواقع جس کو تم آزادی کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ ان ہی زنجیروں میں سے سب سے زیادہ مضبوط ایک زنجیر ہے۔

"اُس کی کڑیاں سورج کی روشنی میں چمکتی ہیں۔

"اور وہ چمک تمہاری نظروں کو خیرہ کرتی ہے۔

"اور وہ کیا چیز ہے، جس کو ترک کر کے تم آزاد ہو سکتے ہو؟

"وہ تمہارے ہی وجود کے چند ٹکڑے ہیں۔

"اگر زندگی کا وہ قانون جس کو تم منسوخ کر کے آزاد ہونا چاہتے ہو، غیر منصفانہ ہے۔

"اگر تم چاہتے ہو، کہ تم اُس سے آزاد ہو جاؤ۔

"تو یہ بھی یاد رکھو، کہ وہ قانون تمہارا ہی مرتب کیا ہوا ہے۔

"اور تم ہی نے خود اُس کو اپنی پیشانی پر لکھا تھا!

"تم محض قانون کی کتابوں کو آگ لگا کر قانون کو نہیں مٹا سکتے۔

"نہ تم اپنے حاکموں کی پیشانیوں کو دھو کر جو کچھ اُن پر لکھا ہے، اُس کو مٹا سکتے ہو

"خواہ تم پیشانیوں کے ان نقوش پر ساتوں سمندر بہا دو!

"اور اگر تم اس بادشاہ کو تخت سے اُتارنا چاہتے ہو، جو خود مختار، سخت گیر اور ظالم ہے۔

"تو پہلے اس کی فکر کرو کہ اس بادشاہ کا وہ تخت جو تمہارے اندر قائم ہے۔ اپنی جگہ سے ہٹایا جا سکے!

"اس لئے کہ کوئی ظالم حاکم، اپنی آزاد، اور آزادی کی طالب، یا آزادی پر فخر کرنے والی رعایا پر حکومت نہیں کر سکتا۔

"جب تک کہ خود رعایا کی آزادی میں ظلم کے عناصر کی آمیزش نہ ہو۔

"اور جب تک کہ خود رعایا کی عزتِ نفس محکومیت کے عجز اور بے شرمی سے ملوث نہ ہو،

"اور جب تک کہ رعایا کی یہ بے شرمی حاکم کی حکومت کو تقویت نہ پہنچائے۔

"اور اگر زندگی کا کوئی تردد ہے، جس کو تم اپنے سے دُور کر دینا چاہتے ہو

"تو یاد رکھو کہ وہ تردد کسی دُوسرے نے تم پر حاوی نہیں کیا۔

"بلکہ خود تم نے اس کو اپنے اوپر عائد کیا ہے۔

اور اگر کوئی خوف ہے، جس کو تم مٹانا چاہتے ہو، تو اس کا مقام خود تمہارے

ہی دل میں ہے۔

"وہ خوف ہرگز اس شخص کی وجہ سے نہیں ہے، جس سے تم خوف زدہ ہو!

"بے شک سب چیزوں کی آمیزش تمہارے ہی اندر ہے ——————

مطلوب اور نامرغوب، محبوب اور دشمن، ——————

"پھر جب سایہ باقی نہ رہے، اور روشنی ہی باقی رہ جائے۔

"تب وہ روشنی بھی ایک بلند تر روشنی کا سایہ بن جاتی ہے۔

"اور اس طرح جب تمہاری آزادی اپنی زنجیروں سے آزاد ہوتی ہے۔ تو پھر ایک عظیم تر، بلند تر، کامل تر، آزادی کی زنجیریں پہن لیتی ہے۔

(۱۵)

پھر ایک عورت جو اُن سب کی باتیں سُن رہی تھی۔ اور خاموش تھی۔

کہنے لگی :۔

" ہمیں عقل اور جذبے کے متعلق کوئی بات بتا"

اور اُس نے کہا :۔

" تمہاری رُوح اکثر میدانِ کارزار بن جاتی ہے، جب تمہاری عقلِ سلیم اور تمہارا فہم خواہشوں، اور مخمور جذبات سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔

" کاش کہ میں تمہاری رُوحوں کے اندر داخل ہو کر ان لڑنے والوں کے درمیان مصالحت کرا سکتا۔

" میں ثالث بالخیر بن سکتا۔

" میں تمہارے عناصر کے اس مناقشہ اور مجادلہ کو ایک نغمۂ وحدت میں منتقل کر سکتا۔

" تمہارا فہم اور تمہارے جذبات دونوں تمہاری سمندر پر تیرنے والی رُوح کے دو پتوار ہیں۔

اور اگر تمہارے بادبانوں یا پتواروں میں سے ایک بھی پھٹ جائے یا

ٹوٹ جائے۔ تو پھر تم موجوں کے سینے پر بے اختیار اور لاچار ہو کر بہا کرو گے۔
"یا سمندر کی سطح پر بے سہارے، موجوں کے طمانچے کھایا کرو گے۔
"اس لئے کہ تنہا عقل ایک ایسی قوت ہے۔ جو حرکت اور عمل کو روکتی ہے۔
"اور جذبہ بغیر عقل کے ایک شعلہ ہے۔ جو ایسی آگ لگاتا ہے کہ اپنے کو بھی جلا ڈالتا ہے۔
"مگر حرکت اور عمل کا ضامن وہی ہے۔
"پس ایسا کرو۔ کہ تمہاری رُوح تمہاری عقل کو اس بلندی پر پہنچا دے۔ جہاں جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔
"تاکہ وہ دونوں مل کر اپنا نغمہ چھیڑیں۔
"تمہاری بے عمل کو عمل کے میدان میں لائیں۔
"اور بے لگام عمل کا توازن درست رکھیں۔
"اور اپنی رُوح کو اجازت دو۔ کہ وہ عقل کو جذبہ رہنما بنائے۔
"تاکہ تمہارا جذبہ ہر روز اپنی آگ میں جل کر پھر اسی آگ سے پیدا ہُوا کرے
"اور ققنس کی طرح اپنی راکھ میں اپنی زندگی محفوظ رکھے۔
"میں چاہتا ہوں، کہ تم اپنی قوتِ فیصلہ اور اپنی خواہشوں کو اس طرح نوازو کہ گویا وہ عزیز مہمان تمہارے گھر میں مقیم ہیں۔
"ایسا تو تم یقیناً نہ کرو گے۔ کہ ایک مہمان کی دوسرے سے زیادہ مدارت کرو۔
"اس لئے کہ جو میزبان دو میں سے ایک مہمان کی زیادہ مدارات کرتا ہے

وہ بالآخر دونوں کی محبت سے محروم ہو جاتا ہے۔

"پہاڑوں کی وادیوں میں جب تم سایہ دار درختوں کی شاخوں کے سائے میں بیٹھو، اور پھیلے ہوئے کھیتوں اور سبزہ زاروں کے سکون اور آسودگی میں اپنا حصہ بانٹو۔

"تو اس وقت تمہارا دل فطرت کے خاموش اور پرسکون آغوش میں کہے۔

"عقلِ مطلق ہماری ہی عقل میں راحت پاتی ہے"۔

"اور پھر جب طوفان آئے۔ اور ہوا کا زبردست بازو جنگلوں کو ہلا ڈالے اور بجلی کی چمک، اور بادل کی گرج، آسمان کی عظمت کا اعلان کرے۔

"تب تمہارا دل مرعوب ہو کر کہے:-

"عقلِ مطلق جذبہ کے دورانِ خون میں متحرک ہوتی ہے"۔

"اور جب تم اس عقل مطلق کی فضائے لبسیط میں ایک نفسِ حیات ہو۔

"اور جب تم اس کی وسعت لامتناہی میں ———— اس کے صحرائے عظیم میں، کسی تناور درخت کا محض ایک پتہ ہو۔

"تو تم کو زیبا یہ ہے، کہ عقل سے راحت پاؤ، اور جذبہ کے اندر حرکت کرو"

(۱۶)

"پھر اُس مجمع سے نکل کر ایک عورت آئی۔
اُس نے پکارا:-
"ہم سے کچھ درد کا حال بیان کرو"
اُس نے کہا:-
"تمہارا درد گویا اس صدف کے ٹوٹنے کی تکلیف ہے، جس کے اندر تمہارا فہم بنتا ہے۔
"وہ ایک "حیاتِ اعلیٰ" کی ولادت کا دروازہ ہے۔
"جس طرح ضرور ہے کہ ایک پھل کا سخت چھلکا ٹوٹے، تاکہ اس کا مغز باہر آسکے۔
"جس طرح ضرور ہے۔ کہ شگوفے کا سینہ چاک ہو، تاکہ پھول کی پتیاں باہر آسکیں۔
"اسی طرح ضرور ہے کہ تم بھی اپنے صدف کے ٹوٹنے کا دُکھ برداشت کرو
"اور اگر تمہارا دل۔ اس قابل ہو۔ کہ زندگی کے روزانہ پیش آنے والے معجزوں کو دیکھ سکے۔

"تو تمہارے لئے تمہارا دُکھ تمہاری مسرتوں سے کچھ کم دل نواز نہ ہوگا۔

"اور دِل کی فضا کے ان موسموں کو تم اسی طرح قبول کر لوگے۔ جس طرح تم اپنے کھیتوں کے لئے موسموں کا تغیر پسند کرتے ہو۔

"پس جب غم کا سخت اور تکلیف دہ موسم۔ تم پر گزرے گا۔ تو تم سنجیدگی اور استقامت کے ساتھ اپنی اس حالت کا مطالعہ کروگے۔

"تمہارا بہت سا دُکھ تمہارا ہی انتخاب ہے۔

"وہ درحقیقت ایک کڑوی دوا ہے۔ جو تمہارے نفسِ خفی کے امراض کا علاج کرنے کے لئے تمہارا طبیب تمہیں پلاتا ہے۔

"پس طبیب پر بھروسہ کرو۔ اور اُس کی دوا خاموشی اور سکونِ قلب کے ساتھ پی جاؤ۔

"اس لئے کہ جرّاح کا ہاتھ خواہ کتنا ہی بھاری اور سخت ہو، مگر وہ دستِ قدرت کے اشاروں پر کام کرتا ہے۔

"اور طبیب جو پیالہ تمہارے لئے لاتا ہے۔ اس سے خواہ تمہارے لب جل ہی جائیں۔

"مگر ہے وہ اُس مٹی سے بنا ہوا۔ جس کو کمہار نے اپنے آنسوؤں سے نرم کیا تھا۔"
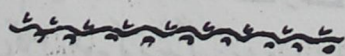
(۱۷)

"پھر ایک شخص بولا :-
"ہمیں کچھ اسرارِ خودی کے متعلق بتا۔"
اُس نے کہا :-
"خاموشی اور سکون کی حالت میں تمہارا دل دن اور رات کے تمام رازوں سے واقف ہو سکتا ہے۔
"مگر تمہارے کان منتظر رہتے ہیں۔ کہ تمہارے دل کا علم اُن تک پہنچے۔
"تم چاہتے ہو۔ کہ وہ راز جو تمہارے دل میں ہمیشہ واضح رہتا ہے۔ الفاظ کے پیکر میں تمہارے کانوں تک بھی آ جائے۔
"تم چاہتے ہو۔ کہ اپنے تصور کے عُریاں جسم سے اپنی اُنگلیوں کو مس کر سکو
"اور بہتر ہے کہ ایسا ہی ہو۔
"تمہاری رُوح کی گہرائی کا چشمہ ضرور ہے کہ لبریز ہو کر چھلکے۔
"اور شور مچاتا ہوا سمندر کی طرف دوڑے۔
"تب سمندر کی بے پایاں گہرائی کے خزانے تمہاری آنکھوں کے سامنے روشن ہو جائیں گے،

"مگر نا معلوم خزانوں کو کسی ترازو میں تولنے کی کوشش نہ کرو۔
"نہ اپنے علم کی گہرائی کو لکڑی یا ڈوری کے پیمانے سے ناپنے کی کوشش کرو
"اس لئے کہ تمہارا وجودِ معنوی ایک ایسا سمندر ہے جو بے پایاں
اور ناپیدا کنار ہے۔
"یہ نہ کہو کہ میں نے حق کو پا لیا۔
بلکہ صرف اتنا کہو۔ کہ میں نے بہت سی حقیقتوں میں سے صرف ایک
حقیقت کا علم حاصل کر لیا۔
"یہ نہ کہو کہ مَیں نے رُوح کا راستہ معلوم کر لیا۔
"بلکہ صرف یہ کہو۔ کہ میں راستہ چلتے چلتے ایک جگہ اپنی رُوح سے دوچار
ہُوا۔
"اس لئے کہ رُوح کے راستے بہت ہیں۔
"اور وہ نہ ایک مقرّرہ راستے پر چلنے کے لئے مجبور ہے۔
"نہ جنگل کے ایک پودے کی طرح یا نگل ہے۔
"رُوح جب پھلتی اور پھولتی ہے۔ تو اس طرح پھولتی ہے۔ جس
طرح ہزار پتّیوں والا کنول!"

(۱۸)

"کچھ تعلیم اور تعلّم کے متعلّق ہمیں ہدائیت کر"
ایک مُدرّس نے کہا
"اُس نے جواب دیا :۔
"کوئی شخص تم کو ایسا علم نہیں بتا سکتا، جو خود تمہارے اندر ــــــ
تمہارے ادراک کے اُفق پر ــــــ نیم خوابیدہ موجود نہ ہو۔
"وہ مدرّس جو مسجد کی دیواروں کے سایہ میں یا مدرسے کی محراب کے
نیچے اپنے شاگردوں کے ساتھ علم کے متعلّق گفتگو کرتا ہے۔ وہ فی الحقیقت
اپنا علم اُن کو نہیں دیتا۔ بلکہ صرف اپنا ایمان، اور اپنی محبّت ان کو عطا کرتا ہے
"اگر وہ صاحب فہم ہے، تو تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے خانۂ عقل میں گھُس آؤ
"بلکہ خود تمہارے دل کے آستانہ کی طرف تم کو راستہ بتاتا ہے۔
ایک نجومی خلا، بسیط اور اجرام فلکی کے متعلّق اپنے علم کا تم سے ذکر تو
کرتا ہے۔
"مگر وہ اپنے ادراک ماہیّت اشیاء ــــــ اپنی قوّتِ تمیز کو ــــــ
تمہارے حوالے نہیں کر سکتا،

"ایک مغنّی اپنا راگ تمہارے سامنے گا اور بجا تو سکتا ہے۔

"مگر تم کو وہ کان نہیں دے سکتا۔ جو اُس کے نغمے پہچانتے ہیں۔

"نہ وہ آواز دے سکتا ہے۔ جو اُس کے نغمے کو فضا میں بلند کرتی ہے۔

"اور وہ جو ریاضی اور علم اعداد و شمار کا ماہر ہے۔

"وہ تمہیں وزن اور پیمانے کے قاعدے تو بتا سکتا ہے۔

"مگر وہ وزن اور پیمانے کی وسعت میں تم کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا

"اس لئے کہ کسی شخص کے من کی موج۔ کسی شخص کی بصیرت، دوسروں کی نظر کو پر پرواز نہیں دے سکتی۔

"پس جس طرح تم میں سے ہر ایک "عقلِ کُل" کے وسیع علم میں فرداً فرداً بہ اندازۂ اہلیت اپنی جگہ پاتا ہے۔

اُسی طرح تم میں سے ہر ایک دُنیا اور ماورائے دُنیا کے متعلّق اپنا علم سب سے جُدا رکھتا ہے۔

"یہ علم مشترک نہیں ہوتا۔

"اس کی وسعت اپنے اندر انسانوں کے اشتراک کو توہین آمیز سمجھتی ہے"
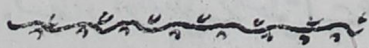
(۱۹)

"پھر ایک نوجوان آگے بڑھا۔
اُس نے کہا :۔
"دوستی اور یاری کے متعلق ہمیں کچھ بتا؟"
اُس نے جواب دیا :۔
"تمہارا دوست وہ احتیاج ہے، جو پُوری ہو گئی ہو۔
"وہ تمہارا کھیت ہے، جس میں تم محبّت کی تخم پاشی کرتے ہو۔
"اسی کھیتی کو تم تشکر اور امتنان کے ساتھ کاٹتے ہو۔
"وہ تمہارا دسترخوان اور تمہارے گھر کا آتش دان ہے۔
"اس لئے کہ تم اپنی بھوک لے کر اس کے پاس جاتے ہو۔ اور اپنے لئے آسائش اس سے طلب کرتے ہو۔
"اور جب تمہارا دوست اپنے دل کی بات تم سے کہتا ہے، تو تم کو نہ اپنے دل کی "نہیں" مُتردد کرتی ہے، نہ تم اس کو اپنی "ہاں" سے محروم رکھتے ہو
"اور وہ جب خاموش ہوتا ہے۔ تب بھی تمہارا دل اس کے دل کی گفتگو سُننے سے عاری نہیں ہوتا۔

اِس لئے کہ بغیر الفاظ کی مدد کے، دوستی کے افکار، تمام خیالات
تمام خواہشات، تمام توقعات، تمام ارادے پیدا ہوتے ہیں۔
"اور اُن سے دوستوں کے لئے ایک مسرّت حاصل ہوتی ہے ——
بے طلب۔
"جب تم دوست سے جدا ہونے لگو، تو رنج نہ کرو۔
"اس لئے، کہ جو چیز اس کے اندر تمہیں عزیز ہے ممکن ہے کہ اُس کی غیبت
میں وہ چیز زیادہ واضح ہو جائے۔
"جس طرح پہاڑ —— جب اس پر تم چڑھ رہے ہو ——
"اپنی ہیئیتِ مجموعی میں اتنا صاف نظر نہیں آتا، جتنا دامنِ کوہ سے
سربلند نظر آتا ہے۔
"اور دوستی کا کوئی مطلب نہ ہونا چاہئے، سوائے اس کے کہ
"تم دوست کے ساتھ ایک مشترک روحانی گہرائی میں شریک ہو جاؤ۔
"اس لئے کہ محبت یہ نہیں چاہتی کہ اس کا بھید واضح ہو جائے۔
"جو محبت صرف یہ چاہتی ہے، وہ محبت نہیں۔ ایک جال ہے پھیلا ہوا،
"جس میں اکثر وہ پھنستی ہیں۔ جو بے نتیجہ ہوتی ہیں۔
"جو کچھ تمہارے اندر بہتر اور اعلیٰ تر ہے۔ وہی دوست کو دو۔
"اگر وہ چاہتا ہے کہ تمہارے "مد کے جزر" کو بھی دیکھے۔
تو اُس کو اپنے دریا کی طغیانی بھی دکھا دو۔
"اس لئے کہ وہ دوست ہی تمہارا کیا ہے۔ جس کو تم صرف اس لئے ڈھونڈتے

رہو۔ کہ تم اُس کی صحبت میں تم اپنا خالی وقت گذار سکو، وہ ساعتیں جو تم پر گراں ہیں۔

"بلکہ دوست کو تو اُس وقت ڈھونڈو۔ جب تم بیداری کی عمل کا وقت گذارنا چاہو۔

"اس لئے کہ دوست کا کام تو یہ ہے، کہ وہ تمہارے تقاضوں اور تمہاری ضرورتوں کو پُورا کرے۔

"نہ یہ کہ تمہارے اوقات کے خالی کاسہ کو بھرا کرے!

"اور دوستی کی حلاوت میں اپنے تبسّم کو ملا دو۔ اور اپنی مسرّتوں کو مشترک کرلو۔

"اِس لئے کہ جب زندگی کی معطّر شبنم دل پر گرتی ہے۔ تب ہی اُس کے دروازے کھلتے ہیں، اور وہ تر و تازہ ہو جاتا ہے"!

(۲۰)

"اور پھر بستی کے اہل علم و فضل میں سے ایک نے کہا :-
" کچھ ذوقِ گفتار کے متعلق ہمیں بتا۔"
اُس نے کہا :-
"تم اُس وقت بولتے ہو۔ جب تمہارے افکار سکون سے محروم ہوجاتے ہیں۔
" اور جب تم اپنے دل کی خاموش تنہائی میں ٹھہرنا امکان سے باہر پاتے ہو۔
" اُس وقت تم اپنے لبوں پر آبیٹھتے ہو۔ جہاں زبان اور آواز سے تم کھیلتے ہو
" اور تمہاری گفتار کے ہجوم میں اکثر تمہارے افکار پامال اور قتل ہوجاتے ہیں۔
" اس لئے کہ تفکر " فضائے بسیط کا ایک پرندہ ہے۔
" اور گفتار کے قفس میں اپنے پر تو کبھی کھولتا ہے، مگر اڑ نہیں سکتا۔

"تم میں سے بہت سے ایسے ہیں - جو باتونی لوگوں کی طرف صرف اس لئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے خیالات کی تنہائی سے ڈرتے ہیں۔

اُن کے افکار کی تنہائی، اُن کی رُوح کی عریانی سے ان کو خبردار کرتی ہے۔

"اور اُس منظر سے وہ بھاگنا چاہتے ہیں۔

"اس عریانی کو وہ بھلا دینا چاہتے ہیں۔

"اس لئے وہ جلدی جلدی اور بہت سی باتیں کرتے ہیں۔

"اور کچھ ایسے بھی ہیں - جو بولتے ہیں بغیر علم یا دُور اندیشی کے۔

"اور بر سرِ راہ ایسے حقائق کو نادانستہ بے نقاب کرتے ہیں - جن کو وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتے،

"اور کچھ ایسے ہیں، جو اپنے اندر "حق" کو روشن اور زندہ رکھتے ہیں۔

"مگر اس کو الفاظ میں ادا نہیں کر سکتے۔

اُس کی عُریانی کو لباس کا جامہ پہنا نہیں سکتے۔

"اس کو دل کی خلوت سے زبان کی جلوت میں لانے کی یا تو ہمت نہیں رکھتے۔

"یا مختار نہیں ہیں اور مجبور ہیں۔

"یا چاہتے نہیں باوجودیکہ کر سکتے ہیں۔

"ایسوں کے سینے میں رُوحِ بیان خاموش رہتی ہے۔

"مگر وہ خاموشی شعریت سے لبریز ہوتی ہے۔

"جب تم بازار میں یا کسی گلی میں اپنے دوست سے ملو۔ تو اپنی رُوح کو اجازت دو۔ کہ وہ تمہارے لبوں کو متحرک اور تمہاری زبان کی رہنمائی کرے۔

"تاکہ تمہاری زبان کا طائرِ حق بولے۔

"اور تمہارے دوست کے کانوں میں تمہارے دل کی حقیقتِ اعلیٰ" اِس طرح ایک پُرکیف یادگار ہو، جس طرح تمہاری آنکھوں کے سُرخ ڈوروں میں کیفِ شراب باقی رہ جاتا ہے۔

"اس وقت جبکہ بادۂ ناب بے رنگ ہو چکتا ہے۔ اور مینا ٹوٹ چکتی ہے"۔
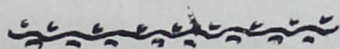
(۲۱)

"پھر ایک جوتشی نے کہا:۔

"آقا میرے ——— کچھ ایامِ حیات کے متعلق بھی فرما":

اُس نے کہا:۔

"تم چاہتے ہو کہ اپنی زندگی کے وقت کو ناپ لو۔

"حالانکہ وہ ناپا یا تولا نہیں جا سکتا۔

"تم چاہتے ہو۔ کہ وقت اور موسم کے مطابق اپنے عمل اور اپنی رُوح کا راستہ تجویز کر لو۔

"تم سمجھتے ہو۔ کہ وقت ایک دریا ہے۔ جس کے کنارے پر بیٹھ کر تم بہتے ہوئے پانی کی سیر کر سکتے ہو۔

"مگر تمہارے اندر جو ایک چیز ہے ——— جس پر وقت کی پابندیاں عائد نہیں ہوتیں ——— اس کو معلوم ہے کہ زندگی میں وقت اور ساعت کا کوئی حساب نہیں۔

اور اُس کو معلوم ہے کہ گذشتہ "کل" "آج" کے اندر محض ایک نقشِ ماضی ہے ——— بے اصل ——— اور آئندہ "کل" "آج" کا ایک خواب ہے۔

ـــــــــ تصوّر فریب!

"اور اُسے معلوم ہے کہ تمہارے اندر جو شے نغمہ پیرا اور متفکر ہے۔
وہ ابھی اسی ایک ساعتِ اوّل کی حدود میں مقیم ہے۔ جس ساعتِ اوّل میں آسمان
پرستارے بکھیرے گئے تھے۔

"تم میں سے کون ہے۔ جو یہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس کے اندر محبّت کرنے کی
اہلیت، لاانتہا موجود ہے۔

"مگر کون ہے۔ جو یہ محسوس نہیں کرتا۔ کہ وہی محبّت جو انتہا ہے۔ وہ اس
کے محدود وجود کے اندر محدود اور پابند ہے ـــــ اس کے افکارِ عشق۔
یکے بعد دیگرے ـــــ کسی مقرّرہ سلسلے میں ـــــ حرکت نہیں کرتے، نہ اس
کے اعمال کسی معین ترتیب میں ایک دوسرے کے متعاقب پیدا ہوتے ہیں۔

"اور کیا محبّت کی طرح وقت بھی غیر منقسم اور لاانتہا نہیں ہے۔ اور ایک
بے قید رفتار نہیں؟

"لیکن اگر تم مجبور ہو۔ کہ اپنے افکار کے اندر وقت کو موسموں۔ اور زمانوں
میں تقسیم کرو۔

"تو ہر موسم کو تمام دوسرے موسموں پر محیط کر لو۔

"اور اپنے "آج" کو "ماضی" کی یاد سے اور "مستقبل" کی اُمید دل سے
بغل گیر ہونے دو"۔

(۲۲)

"پھر بستی کے چودھریوں میں سے ایک نے کہا :۔
"ہم کو نیک و بد کا فرق بتا"
اُس نے کہا :۔
"جو کچھ تمہارے اندر نیک ہے اور خوب ہے، اُس کا تو میں ذکر کر سکتا ہوں۔
"مگر جو کچھ زشت اور بد ہے! اُس کے متعلق کیا کہوں۔
"اس لیے کہ بد سوائے اس نیک کے اور کیا ہے۔ جس کی صورت کو اشتہا اور خواہش کے کرب نے فسخ کر ڈالا ہو۔
"یعنی واقعہ یہ ہے۔ کہ جب نیک بھوکا ہوتا ہے۔ تو وہ اندھیرے غاروں میں بھی اپنی غذا تلاش کرتا ہے۔
"اور جب وہ پیاسا ہوتا ہے۔ تو وہ گندہ پانی بھی پی لیتا ہے۔
"تم اسی وقت تک نیک ہو۔ جب تک تم اور تمہارا وجود معنوی ہم نفس ہے۔
"لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو۔ تو ضرور نہیں کہ تم بد ہو جاؤ۔

"اس لیئے کہ اگر گھر کے اندر والے متفق نہ بھی ہوں۔ تو ضروری نہیں کہ اس کے اندر چور داخل ہو جائیں۔"

"ممکن ہے کہ گھر کے اندر کا اتفاق محض گھر کے اندر ہی محدود رہے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ ہو۔

"جیسے کہ یہ ممکن ہے کہ جہاز کا پتوار ٹوٹ جائے۔ اور پھر بھی وہ سمندر پر جھکولے لیتا رہے۔

"اور ضروری نہیں کہ وہ سمندر کی تہ میں غرق ہو ہی جائے۔

"تم اُس وقت تک نیک ہو، جب تک کہ اپنے وجود کا کوئی حصہ دوسروں کو دے سکو۔

"اور نہ تم صرف اس لئے بد ہو سکتے ہو، کہ تم اپنے لئے کچھ حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہو۔

"اس لیئے کہ جب تم دُنیا یا فطرت سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ تو تمہارا حال اس درخت کی جڑ کا سا ہوتا ہے۔ جو مجبور ہے۔ کہ زمین کے اندر زمین سے لپٹی رہے۔ اور زمین کے سینہ سے اپنی غذا حاصل کرے۔

"وہ یہ نہ کرے۔ تو کیا کرے۔

"یقیناً درخت کے پھل کو اس کی جڑ سے یہ کہنے کا حق حاصل نہیں۔ کہ "تو بھی میری طرح ہو جا ——— رس سے بھرا ہوا" ——— اور یہ کہ "تو بھی میری طرح دوسروں کو اپنی نعمت تقسیم کر"۔

"اس لیئے کہ جس طرح پھل کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی نعمتیں دوسروں

کو دے۔ اسی طرح جڑ کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی غذا حاصل کرے

"تم نیک ہو جب تم بیداری کی حالت میں متکلم ہو۔

"لیکن اگر تم خواب کی حالت میں بھی بڑبڑاتے رہو۔ تو یہ ضروری نہیں کہ تم بد سمجھے جاؤ۔

"ایک لڑکھڑاتی زبان بھی، اگر غیر مسلسل گفتگو کرے۔ تو وہ ماؤف و مجہول نہیں ہے۔

"اسی طرح جب تم اپنی منزل کی طرف مردانہ وار قدم بڑھاؤ۔ تو تم ضرور نیکوکار ہو ——— مگر

"تم بدکار نہیں کہے جا سکتے۔ اگر تم منزل کی طرف لنگڑاتے ہوئے جاؤ۔

"وہ لوگ بھی جو لنگڑا کر چلتے ہیں۔ بہر حال آگے ہی بڑھتے ہیں۔

"اور وہ لوگ بھی جو بالکل نہیں چل سکتے، وہ درماندہ بھی منزل کے خواب دیکھتے ہیں۔

"البتہ تم کہ قوی اور تیز گام ہو۔ اس کا خیال رکھو۔ کہ کبھی لنگڑوں کے سامنے خود بھی نہ لنگڑانے لگو ——— یہ سمجھ کر کہ مروّت، یا مہربانی اسی کی متقضی ہے۔

بس تم بڑھے چلو ——— اور لنگڑوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ اس لئے کہ وہ بھی تمہاری ہی منزل کی طرف آ رہے ہیں۔

"اور تمہاری رفتار سست بھی ہو، تو اپنے کو لنگڑا نہ سمجھو۔

تمہاری زندگی کے ہزاروں پہلو وہ ہیں۔ جو نیکی کے حامل ہیں

"اور یہ ضرور نہیں کہ تم نیک نہ ہو تو لازماً بد ہو جاؤ۔
"زیادہ سے زیادہ کوئی یہ کہہ دے گا۔ کہ تم کاہل ہو اور گم کردہ راہ
"مگر گم کردہ ضرور نہیں۔ کہ خود بھی گم ہو جائے۔
"افسوس ہے کہ ہرن کچھوے کو تیز رفتاری نہیں سکھا سکتا۔
"مگر وہ یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ رفتار سب اسی کے لئے ہے، اور کچھوے کے حصے میں کچھ بھی نہیں!
پس نیک و بد کے امتیازات میں اُلجھنے والو! حقیقت صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو تمہارے اندر خواہشوں کا ایک رجحان ہے —— کسی "وجودِ عظیم" کی طرف۔
"وہی نیکی کی اصل ہے۔
"اور وہ رجحان تم سب میں موجود ہے۔
"فرق صرف اتنا ہے۔ کہ بعض کے اندر وہ رجحان ایک بہت تیز بہتے ہوئے دریا کی مثل ہے۔
"جو اپنی پوری طاقت سے سمندر کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے ——
—— پہاڑیوں کے تمام راز اور جنگلوں کی تمام موسیقی اپنی گود میں لئے ہوئے!
"اور بعض کے اندر وہ ایک چھوٹا سا چشمہ ہے۔ جو کچھ دُور بہ کر۔ زمین کے کسی نشیب میں رُک جاتا ہے۔ اور وہیں زمین اس کو چوس لیتی ہے
سمندر تک وہ اکثر نہیں پہنچ پاتا۔ لیکن اس کا بہاؤ ہمیشہ سمندر کی طرف

ہوتا ہے۔

"پس وہ شخص جس کی قوّت طلب زیادہ ہے۔ کبھی اُس شخص سے جو کمزور ہے۔ ہرگز یہ نہ کہے گا۔ کہ "تو کیوں سُست اور مجہول ہے" اور تیرے قدم کیوں رُکتے ہیں"۔

"اس لئے کہ جو لوگ واقعی نیک ہوتے ہیں۔ وہ کبھی کسی ننگے سے یہ سوال نہیں کرتے۔ کہ "تیرے کپڑے کہاں ہیں"؟ نہ وہ کسی خانماں برباد سے سوال کرتے ہیں۔ کہ "تیرا گھر کیوں اُجڑ گیا"؟

(۲۳)

"پھر ایک مُرشد نے سوال کیا :۔

"ہمیں دُعا کے متعلق کچھ بتا"۔

اُس نے کہا :۔

"تم اپنی مصیبت اور احتیاج کی حالت میں دُعا کرتے ہو۔

"کاش تم کمالِ مسرّت اور انتہائی خوش حالی میں بھی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ——

"اس وقت جب تمہارے دل میں مسرّتوں کا ہجوم ہوتا تم اس چھوٹے سے مہمان کے لئے بھی کوئی جگہ اپنے خلوت خانہ میں نکالتے۔

"دُعا ہے کیا ؟ سوائے اس کے کہ وہ ایک کیفیت ہے۔ جب انسان اپنے کو فضائے بسیط میں پھیلا دیتا ہے —— بچھا دیتا ہے۔

"اور اگر تم اپنی ظلمت کو بھی کسی خلا میں پھینک کر آسودہ ہو جاتے ہو

"تو تمہارے لئے اپنے نور کو بھی پھیلا دینے میں ضرور ایک حقیقی مسرّت ہونی چاہیئے۔

اور اگر تمہارے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں۔ کہ اس وقت جب تمہاری رُوح تم کو دُعا کی طرف بلائے۔ تو تم اپنے بہتے ہوئے آنسو لے کر

اُس کی طرف جاؤ۔

"تو پھر کیا اچھا ہو کہ تمہاری رُوح تم کو بار بار اُکسائے اور بڑھائے۔

"اور تم بار بار اُس منزل کی طرف جاؤ —— اپنے آنسو اور اپنی آہیں لے کر۔

"اور بار بار اس سفر سے ہنستے اور مُسکراتے واپس آؤ!

"جب تم دُعا میں مشغول ہوتے ہو —— گم ہو جاتے ہو ——

تو یاد رکھو۔ کہ تم فضا میں بلند ہو کر ان لوگوں کی رُوحوں سے متصل ہو جاتے ہو۔ جو عین اس لمحے میں دست بدعا ہوں۔ اور جن سے سوائے اس عالم کے تم پہلے کبھی نہ مل سکتے ہو۔

"پس دُعا کے مندر میں تمہارا قدم سوائے اس کیفِ وصال اور اتحادِ شیریں کے اور کسی غرض سے نہ رکھا جائے۔

"اس لئے کہ اگر تم اس مندر میں صرف مانگنے اور لینے ہی کے لئے جاتے ہو۔ تو اغلب یہ ہے کہ تمہیں کچھ بھی نہ ملے گا۔

"اور اگر تم اس مندر میں محض اپنے عجز کا مظاہرہ کرنے کے لئے جاتے ہو۔ تو تم کو شرما کر واپس آنا ہو گا۔

"اور اگر تم اس مندر میں، دوسروں کے حق میں سفارش کرنے کیلئے جاتے ہو۔ تو تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ کہ تمہاری بات سُنی جائے۔

"پس تمہارے لئے کافی یہ ہے کہ تم اس نامعلوم مندر میں نامعلوم طریقہ پر جاؤ۔ میں تمہیں زبان کے لفظوں سے مانگنے کا کوئی طریقہ نہیں بتا سکتا۔ مجھے نہیں

معلوم۔

"اس معبد میں کوئی تمہارے الفاظ کو نہیں سنتا۔ جب تک کہ وہ الفاظ وہی نہ ہوں۔ جو اس معبد کی روح القدس تمہاری زبان سے ادا کرائے۔

"اور میں تمہیں سمندروں اور کوہ و صحرا کی دعائیں سکھا نہیں سکتا۔

"مگر تم ـــــ کہ تمہارے لئے کوہ و صحرا پیدا ہوئے ہیں۔ خود ہی اُن کی دعاؤں کو اپنے دلوں میں پا سکتے ہو۔

"اور اگر تم رات کی تاریکی میں سُننے کی کوشش کرو۔ تو تم سمندر کی موجوں اور صحرا کے درختوں کو یہ کہتے سُنو گے:۔

"اے معبود ہمارے! تو ہمارا ہی وجود پراں ہے۔ اور ہم تیرا ہی عکسِ حقیقت ہیں ـــــ تیری ہی رضا ہمارے اندر ہے جو حکم دیتی ہے ـــــ

"تیرا ہی جذبۂ طلب ہمارے اندر ہے۔ جو ہمیں "طلب" سکھاتا ہے۔

"تیرا ہی تقاضا وہ ہے جو ہماری راتوں کو ـــــ جو تیری راتیں ہیں ـــــ دن بنا دیتا ہے ـــــ وہ دن جو تیرے ہی دن ہیں ـــــ

ہم تجھ سے کچھ بھی نہیں مانگ سکتے۔ اس لئے تو ہماری ضرورتوں سے ان کے پیدا ہونے سے بہت پہلے واقف ہوتا ہے۔

"تو ہی ہماری ضرورت ہے تجھی سے ہماری احتیاج ہے۔

"اور جب تو ہم کو اپنے وجود سے ایک حصّہ دے ڈالتا ہے۔ تو وہ سب کچھ دے ڈالتا ہے۔ جو ہم کو ملنا چاہئیے ـــــ پھر ہم کیا مانگیں!

(۲۴)

پھر ایک بن باسی جو سال میں ایک ہی دفعہ بستی کی طرف آیا کرتا تھا
آگے بڑھا۔ اُس نے کہا :-

"ہم سے کچھ عیش کا ذکر کرو"

"اور اُس نے جواب دیا :-

"عیش آزادی کا ایک گیت ہے۔

"مگر وہ بجائے خود حقیقی آزادی نہیں ہے۔

"وہ تمہاری تمناؤں کا شگوفہ ہے۔

"مگر وہ اُن کا ثمر نہیں ہے

"وہ ایک اسیرِ قفس کا پرِ پرواز ہے۔

"مگر وہ فضائے پرواز نہیں ہے ——— نہ پرواز ہے۔

"کچھ شبہ نہیں۔ کہ عیش آزادی کا ایک گیت ہے۔

"اور میں مسرور ہوں گا۔ اگر تم کو اپنے دل کی اُمنگوں کے ساتھ
یہ گیت گاتے سنوں۔

"مگر میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ تم اپنا دل اس گیت کے حوالے کر دو۔

"اسے بعض نوجوان اس طرح تلاش کرتے ہیں۔ کہ گویا وہی حاصل

زندگی ہے۔

"پھر اُن پر تم لوگ نکتہ چینی کرتے ہو۔ اور ان کو جھڑکتے ہو۔

"میں نہ اُن پر نکتہ چینی کرتا ہوں۔ نہ اُن کو جھڑکنا پسند کرتا ہوں۔

"بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں۔ کہ وہ عیش کو جاری رکھیں۔

"اس لیئے کہ جب وہ عیش کو پائیں گے تو تنہا نہ پائیں گے۔

"اس کی سات بہنیں ہیں۔ اور ان سات میں سے جو سب سے کم حسین

ہے۔ وہ بھی عیش سے زیادہ خوبصورت ہے۔

"کیا تم نے اُس شخص کا قصہ نہیں سُنا۔ جو درخت کی جڑوں کو اُکھاڑنے

کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اُن ہی جڑوں میں چھپا ہوا دفینہ اُس کے ہاتھ آیا۔

"اور تم میں سے اکثر معمر لوگ عیش رفتہ کو اس طرح پچھتا کر یاد کرتے

ہیں۔ کہ گویا وہ ایک گناہ تھا۔ جس کے مرتکب وہ نشہ اور بدمستی کی حالت

میں ہوئے تھے۔

"مگر پچھتانا تو ایسا ہے۔ جیسے دل کی آنکھوں پر زبردست پٹی باندھ دی

"وہ گناہ کی سزا نہیں ہے۔

"چاہیئے تو یہ۔ کہ وہ لوگ اپنے عیش رفتہ کو شکر گذاری کے ساتھ اس

طرح یاد کریں جس طرح وہ سال گذشتہ کی سرسبز کھیتی کو یاد کرتے ہیں۔

"لیکن اگر اُن کا دل صرف پچھتانے اور افسوس کرنے ہی سے تسکین

پاتا ہے۔ تو ان کو اسی طرح تسکین پانے دو۔

اور تم میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو اب نہ تو اتنے نوجوان ہیں۔ کہ

عیش کو تلاش کریں - اور نہ اتنے معمر ہیں - کہ عیش رفتہ کو یاد کرسکیں۔

"تلاش اور یاد اُن کو اس قدر خوف زدہ کرتی ہے - کہ وہ عیش سے ہر حالت میں نفرت کے ساتھ گریز کرنے لگتے ہیں - تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ رُوح اعلیٰ کو نظر انداز کردیں - یا اس کو دُکھ پہنچائیں۔

مگر اُن کا ترکِ لذّت بھی عیش ہی کی ایک صُورت ہے۔

"اور اس طرح وہ بھی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے درخت کی جڑیں کھودتے ہیں - مگر دفینہ پالیتے ہیں۔

"مجھے یہ تو بتاؤ - کہ وہ کون ہے - جو اپنی رُوح کو عیش سے محروم کرسکتا ہے

کیا جب طوطی رات کی خاموشی میں اپنا گیت گاتی ہے - یا جب کرمکِ شب تاب رات کی تاریکی میں چمکتا ہے - تو وہ اپنی رُوح کو آزردہ کرتا ہے؟

"اور کیا تمہارا اشتعلہ یا تمہاری آگ کا دُھواں ہوا کے کاندھے پر گراں ہو سکتا ہے

"کیا تم سمجھتے ہو کہ رُوح ایک بند تالاب یا چہ بچہ ہے - جس کے پانی کو تم ایک لکڑی سے متلاطم کرسکتے ہو؟

"اکثر یہ ہوتا ہے کہ تم ترکِ لذّت کے جوش میں درحقیقت اپنی خواہشوں کو اپنے وجود کے کسی تاریک گوشے میں چھپا دیتے ہو - اور سمجھتے ہو - کہ اُن کا چھپا دینا ہی اُن کا ترک کردینا ہے۔

"مگر کسے معلوم ہے کہ وہ جس کو تم آج بظاہر ترک کرتے ہو - وہی کہیں "کل" کے دامن میں چھپا ہُوا نہ بیٹھا ہو ——— منتظر اور آمادہ!

اور رُوح تو کجا - تمہارا جسم فانی بھی اپنی فطری وراثت یعنی اپنی ضرورتوں سے

بے خبر نہیں رہتا۔ اور تم اس کو بھی کبھی دھوکا نہیں دے سکتے۔

"تمہارا جسم، تمہاری رُوح کا بربط ہے، جس کے تاروں پر اس کی موسیقی رقص کرتی ہے۔

"مگر تمہارے اختیار میں ہے کہ اس بربط سے چاہے ایک دل نواز راگ پیدا کرو۔ یا ایک بے سُرا شور۔

"اور اب تم دل میں سوچ رہے ہو گے کہ ہم کیوں کر امتیاز کر سکیں کہ عیش میں اچھا کیا ہے۔ اور بُرا کیا ہے"؟

"اپنے کھیتوں میں۔ اور باغوں میں جاؤ۔

"وہاں تم کو معلوم ہو گا۔ کہ شہد کی مکھی کے لئے حقیقی عیش یہ ہے۔ کہ وہ پھولوں سے شہد چُوسے۔

"اور پھولوں کا عیش یہ ہے۔ کہ وہ اپنا شہد مکھیوں کی نذر کریں۔

"اور پھولوں کے لئے مکھی محبت کی پیغمبر ہے۔

"اور دونوں کے لئے طلب و تسلیم شرطِ انبساط ہے۔

"اے اہلِ عرفہ! اپنے عیش میں شہد کی مکھی۔ اور پھول کی داستان کو نہ بھول جاؤ!"

(۲۵)

"ہمیں حُسن کا کوئی تصوّر بتا"۔
"ایک شاعر نے مجمع سے آگے بڑھ کر اُس کو مخاطب کیا۔
اُس نے کہا:۔
"تم حُسن کو کہاں پاؤ گے اور کس طرح پاؤ گے۔
"الّا یہ کہ وہ خود ہی تمہیں راستے میں مل جائے۔ یا تمہاری رہنمائی کے لئے کوئی اشارہ کرے۔ اور تم کس طرح اس کا ذکر زبان پر لا سکو گے؟
"الّا یہ کہ وہ تمہاری ہی زبان سے اپنی گفتار کا چشمہ جاری کرے۔
"مجروح اور اذیت نصیب، کہتے ہیں کہ
"حُسن مہربان ہے۔ اور اُس کی گرفت بہت نرم ہے۔
"ایک شرمائی ہوئی نوجوان عورت کی طرح جو اپنے پہلوٹے کو گود میں لئے ہو۔
وُہ آنکھیں نیچے کئے ہمارے درمیان گذرتا ہے۔
"اور بعض کہتے ہیں:۔
"نہیں! حُسن طاقت کا ایک خوفناک دیوتا ہے۔
"ایک طوفان کی طرح وہ ہمارے قدموں کے نیچے زمین کو اور ہمارے

سروں کے اوپر آسمان کو ہلا ڈالتا ہے۔

" اور وہ جو تھکے ہوئے اور فرد ماندہ ہیں کہتے ہیں ؛ -

" حسن ایک مدّھم آواز ہے۔ ایک ہلکا راگ ہے۔ جو ہماری رُوح کے

اندر آہستہ آہستہ ترنّم پیدا کرتا ہے۔

اُس کی آواز ہماری خاموشیوں میں اس طرح جھجکتی ہوئی اُٹھتی ہے

جس طرح مدّھم روشنی اندھیرے ہیں۔

" مگر جو لوگ بے چین ہیں اور اضطراب ذوق میں مبتلا، وہ کہتے ہیں : -

ہم نے اس کو پہاڑ کی وادیوں میں گرجتے سُنا ہے۔

" اور اس کی گرج کے ساتھ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز۔ اور بڑے بڑے

پرندوں کی پھڑپھڑاہٹ اور شیروں کی دہاڑ بھی ہم نے سُنی ہے۔

" شب کے وقت بستی کے چوکیدار کہتے ہیں : -

" حسن صبح کو مشرق سے بیدار ہو کر آئے گا۔"

" اور دوپہر کے وقت کھیتوں میں مزدور اور راستوں پر مسافر کہتے ہیں : -

" ہم نے غروب آفتاب کے وقت حسن کو آسمان کے دریچے سے زمین کی

طرف جھانکتے دیکھا ہے۔

" اور موسم سرما میں وہ لوگ جن کے دروازوں پر برف کے انبار لگے ہوتے

ہیں۔ کہتے ہیں : -

" حسن موسم بہار کے ساتھ پہاڑیوں پر رقصاں - اور وادیوں میں کھیلتا

ہوا آئے گا۔"

"اور موسمِ گرما کی تپش میں کھیت کاٹنے والے کہتے ہیں:۔
"ہم نے خزاں کے گرتے ہوئے پتوں میں اس کا رقص دیکھا ہے"۔
"اور ہم نے اس کی زلفوں میں برف کے سفید گالے اُلجھے ہوئے دیکھے ہیں۔"
"تم لوگ کس کس عنوان سے حُسن کا ذکر کرتے ہو۔
لیکن درحقیقت تم حُسن کا ذکر ہی کب کرتے ہو۔
"تم تو محض اپنی ان ضرورتوں اور خواہشوں کا ذکر کرتے ہو۔ جو پوری نہیں ہوئیں۔
"مگر حُسن ضرورت اور خواہش نہیں ہے۔
"وہ صرف ایک کیف ہے —— ایک کیفِ اعلیٰ
"وہ پیاسے کے خشک ہونٹ اور سائل کا پھیلا ہوا ہاتھ نہیں ہے۔
"بلکہ وہ دل ہے —— جوشِ طلب سے پُر اور گرمایا ہوا ——
"وہ ایک رُوح ہے —— مسحُور اور شیدا!
"نہ وہ مندر کی کوئی مُورتی ہے۔ جس کو تم دیکھ سکو۔
"نہ وہ کوئی گیت ہے، جس کو تم سُن سکو۔
"بلکہ وہ ایک نقشِ تصوّر ہے، جس کو تم آنکھ بند کر کے دیکھ سکتے ہو۔
"ایک راگ ہے، جس کو تم کان بند کر کے سُن سکتے ہو!
"نہ کسی پنجے میں اُلجھا ہوا پڑا ہے۔
"بلکہ ایک باغیچہ ہے —— سدا بہار ——

"فرشتوں کی ایک سنگت ہے۔ جو ہمیشہ فضا میں منڈلاتی رہتی ہے۔

"اے اہلِ عرفہ! حُسن حیات ہے ——— یعنی جب وہ اپنا مقدس چہرہ بے نقاب کردے!

"مگر تم مظہر حیات ہو ——— اور تم ہی وہ نقاب ہو۔ جو اُس کے چہرے کو چھپائے ہوئے ہے۔

"عشق ابدالآباد ہے۔ جو ہمیشہ اپنا عکس آئینہ حیات میں دیکھتا ہے

"اور تم ہی حُسنِ ابد ہو، اور تم ہی آئینۂ حیات ہو!"
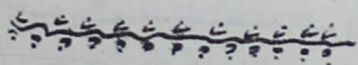
(۳۶)

"پھر ایک مُلّا نے کہا :-

"ہم سے مذہب کا کچھ ذکر کر"

"اُس نے کہا :-

"تو کیا آج میں نے سوائے مذہب کے کچھ اور بھی بیان کیا ہے ؟

"کیا تمہارے اُن اعمال و خیالات سے جن کا میں ذکر کرتا رہا ہوں۔ مذہب کوئی الگ چیز ہے ؟

"اور کیا وہ بھی جو اعمال و خیالات سے بعید ہو۔ مذہب سے خارج ہے ؟

"ہر لمحہ رُوح کے اندر پیدا ہونے والا وہ نقشِ حیرت جو ہر حال میں ایک نمود رکھتا ہے ——— تم پتھر توڑ رہے ہو۔ تب بھی ——— اور تم کرگھے میں کام کر رہے ہو۔ تب بھی ——— کیا وہ مذہب کے سوا کچھ اور ہے ؟

"کون ہے جو اپنے اعمال کو اپنے ایمان سے جُدا کر سکے ؟

"یا اپنے اشغال کو اپنے عقائد سے الگ رکھ سکے ؟

"کون ہے جو اپنی زندگی کی ساعتوں کو اپنے سامنے پھیلا کر کہے :-

"یہ ساعت خدا کے لئے ہے۔ یہ میرے لئے، یہ میری رُوح کے لئے،
یہ میرے جسم کے لئے"!
"تمہاری تمام ساعتیں پرندے کے بازو ہیں۔ جو زندگی کی فضا میں تمہاری
حرکت کے ساتھ متحرک رہتے ہیں۔
"وہ گروہ جو اپنے اخلاقِ حسنہ کو اس طرح استعمال کرتا ہے جس طرح
ایک عمدہ پوشاک ——— اس گروہ کے سب لوگ اگر ننگے ہی رہیں تو
بہتر ہے۔
"تاکہ ہوا اور سورج اُن کی کھال میں سوراخ کر دیں!
"اور وہ شخص جو اپنے عمل کو اصولوں یا کسی مخصوص علم الاخلاق کے ماتحت
رکھتا ہے۔
"وہ گویا اپنے حسین پرندے کو ایک قفس میں بند کر دیتا ہے۔
"قدرت کا آزاد نغمہ وہ نہیں ہے۔ جو قفس کی تیلیوں اور تاروں سے
ٹکرا کر باہر آسکے۔
"اور وہ شخص جس کے لئے عبادت ایک دریچہ ہے ——— کہ وہ کبھی
کھول دیا گیا۔ اور کبھی بند کر دیا گیا ———
"اُس شخص نے اپنی رُوح کا آشیانہ دیکھا ہی نہیں ہے ———
وہ محل جس کے دریچے مشرق سے مغرب تک کھُلے رہتے ہیں!۔
"تمہاری روزانہ زندگی کا ماحول ——— جس کے اندر تم کھاتے ہو۔
پیتے ہو ——— سوتے ہو ——— تمہارا معبد اور تمہارا مذہب ہے۔

"جب کبھی تم اس معبد میں داخل ہو۔ تو اپنی ساری پُونجی اپنے ساتھ لیتے جاؤ ــــــ ہل، بھٹی، کلہاڑی، ہتھوڑا، بانسری ــــــ
"نیز وہ سب سامان جو تم نے اپنی ضروریات یا اپنے عیش کے لئے تیار کیا ہو۔
"اس لئے کہ اس دنیائے تسلیم میں تم اپنی کامیابیوں سے بلند تر جا سکتے ہو۔ نہ اپنی ناکامیوں سے پست تر گر سکتے ہو۔
"اور اپنے ساتھ تمام انسانوں کو لے جاؤ۔
"اس لئے کہ نہ تم ان سب کی اُمیدوں اور آرزوؤں سے بلند تر اُڑ سکتے ہو۔ نہ اُن کی مایوسیوں سے پست تر گر سکتے ہو۔
"اور اگر تم اپنی وجۂ حیات کو پہچاننا چاہتے ہو، تو معمّے حل نہ کرو۔
"بلکہ اپنے گردوپیش دیکھو۔
"غالباً تم اس بانیٔ حیات کو بچّوں کے ساتھ کھیلتے پاؤگے۔
"فضا میں دیکھو۔
"غالباً تم اس کو بادلوں میں بجلی کے دامن میں ہنستا ہُوا پاؤگے۔
"تم اُس کو برق کے دامن میں بازو پھیلائے اور چادرِ باراں کے ساتھ زمین پر اُترتے دیکھوگے۔
"تم پھولوں میں اُس کو مُسکراتے اور درختوں کے پتّوں میں اُس کو اشارے کرتے پاؤگے!
"اُس کا پالینا اتنا مشکل نہیں، جتنا تم نے اُس کو بنا دیا ہے۔

"مذہب کا نیا ہیولیٰ نہ بناؤ۔

"مذہب حرفِ پیش پا افتادہ زندگی ہے —— اور کچھ بھی نہیں۔

"اُس کو نئے کپڑے نہ پہناؤ۔

"اُس کی تصویروں میں رنگ نہ بھرو۔

"اُس کی فطرت کا رنگ وہی ہے، جو تمہاری فطرت کا۔

"اور یہ تمہارے لئے بالکل کافی ہے۔"
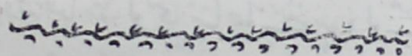
(۲۷)

"اچھا تو اب کچھ موت کا بھی حال سُنا دے"۔
ایک فقیر نے کہا۔
"تم چاہتے ہو کہ موت کا حال معلوم کرو"؟
اُس نے سوال کیا۔
پھر اُس نے کہا :۔
"مگر تم کیوں کر اس راز کو پاؤ گے۔ تا وقتیکہ تم قلبِ زندگی میں اس کی جستجو نہ کرو۔
"وہ قلب زندگی کا ایک دفینہ ہے ـــــ مگر وہ اُتنا ہی کھُلا ہُوا راز ہے۔ جس قدر کہ زندگی!
"مگر اُلّو جس کی آنکھیں صرف رات ہی کو روشن ہوتی ہیں۔ دن کے نور کا راز کیوں کر سمجھے؟
"اگر تم موت کا راز معلوم کرنا چاہتے ہو۔ تو زندگی کے لئے۔ اور جو کچھ زندگی میں ہے۔ اُس کے لئے اپنے دل کا دروازہ کھول دو۔
"اِس لئے کہ موت اور زندگی بالکل ایک چیز ہیں" ایک ہی نوع ہیں
"جس طرح سمندر اور دریا!

"تمہاری ہی امیدوں اور خواہشوں کی گہرائی میں۔ دریائے حیات کے متعلق تمہارا خاموش علم مستور ہے۔

"اور جس طرح برف کے انبار کے نیچے، درخت کا بیج دبا ہوا موسم بہار کے خواب دیکھتا ہے!

"اور آنے والے عہد کا منتظر رہتا ہے ـــــــــ اپنے آغوش میں زندگی کے سارے خزانے لئے ہوئے!

"اسی طرح اپنے خوابوں پر بھروسہ کرو۔

"ان ہی کے اندر ابدالآباد کا دروازہ پوشیدہ ہے۔

"موت کا خوف تمہارے دلوں میں ایسا ہے۔ جیسے اس چرواہے کا ذعدغہ، جو اپنے راجہ کے روبرو کھڑا ہوتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ وہ شفقت کا ہاتھ اُس کے سر پر رکھے گا۔ مگر پھر بھی وہ گھبراتا اور ڈرتا ہے۔

"لیکن کیا اُس چرواہے کے کانپتے ہوئے جسم کے اندر مسرت کی حرارت موجود نہیں ہے؟

"کیا ہر حال میں اُس کا خوف اُس کی مسرت پر غالب نہ آجائیگا؟

"اور موت ہے کیا؟

سوائے اس کے کہ برف کے ایک تودے کی طرح تمہارا جسم دُھوپ میں کھڑا ہو اور خورشید عالم تاب اس کو گھلا کر بہا دے۔

"وہ گُھل کر ویسا ہی پانی ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

"اور وہ پانی پھر اسی طرح دریا میں جا کر مل جائے جس طرح پہلے تھا۔

"اور وہ دریا پھر سمندر کی وسعت اور گہرائی میں اپنے کو فنا کردے!

"اور دم نکلنے کے کیا معنی ہیں؟

"سوائے اس کے کہ نفس اپنی مضطربانہ آمد و رفت سے آزاد ہو کر فضا میں پھیل جائے ———

"اور بغیر کسی پابندی کے اُڑتا پھرے ——— جستجو میں ——— کمالِ مطلق کی!

"پھر جب تم دریائے خاموشی سے ایک گھونٹ پی لوگے، تو تمہارا نغمہ اُسی دن ماورائے حیات بلندیوں پر پھیل جائے گا۔

"اور جب تم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاؤ گے۔

"اُس دم دراصل پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوگی!

"اور زمین تم کو اپنے آغوش میں لپیٹ لے گی۔

"اُس وقت تمہاری فطرت رقص شروع کردے گی ——— محیطِ ابد میں!"

ان ہی باتوں میں شام ہوگئی
اور عارفہ نے کہا:۔
"مبارک ہے یہ دن اور یہ جگہ کہ تیری روح ہم سے ہم کلام ہوئی"۔
اُس نے کہا:۔
"تو کیا میں حرف کہنے ہی والا تھا۔
"کیا میں سننے والا نہ تھا؟
"یہ کہہ کر وہ معبد کی سیڑھیوں سے اُترا۔ اور تمام لوگ اُسکے پیچھے پیچھے چلے
"اور وہ اپنے جہاز کے پاس پہنچ گیا۔
"پھر وہ جہاز پر سوار ہوگیا۔
"جہاز کے عرشہ پر کھڑے ہو کر اُس نے پھر اہلِ عرفہ کے مجمع پر ایک نظر کی۔
"اور بلند آواز سے کہا:۔
"اے اہلِ عرفہ! ہوا مجھ سے کہتی ہے۔ کہ میں اب تم سے رخصت ہو جاؤں۔

"گو کہ میں اتنا جلد باز نہیں ہوں۔ جتنی کہ ہوا ہے۔
"تاہم جانا تو اب مجھے ضرور ہے۔
"میرے پاس ہوا کی موجیں دعوت لے کر آ رہی ہیں۔
"میں کیوں کر اس دعوت کو رد کروں۔
"مگر آخری سلام سے پہلے دو دو لفظ تم سے کہنا چاہتا ہوں۔
"ہم جیسے آوارہ گرد۔ جو ویران راستے اور لق و دق صحرا ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔
"ہم جس جگہ اپنی زندگی کا ایک دن ختم کرتے ہیں۔ وہاں دوسرا شروع نہیں کرتے،
"اور آفتاب کبھی کسی صبح کو ہمارا مسکن ایک ہی جگہ نہیں پاتا۔
"وہ غروب کے وقت ہم کو ایک جگہ چھوڑتا ہے اور طلوع کے وقت کسی دوسری جگہ پاتا ہے۔
"اُس وقت بھی جب دُنیا محوِ خواب ہوتی ہے۔ ہم جیسے مسافر چلتے رہتے ہیں۔
"ہم ایک سخت جان درخت کے تخم ہیں۔
"اور ہماری فطرت کی تکمیل میں یہ عادت ودیعت ہے۔ کہ ہم ہوا کے حوالے ہوں۔ اور ہوا ہی میں منتشر ہو جایا کریں۔
"بہت مختصر زمانہ تھا جو میں نے تم لوگوں کے ساتھ گذارا۔
"اور بہت تھے وہ الفاظ جو میں نے تم سے کہے۔

"اور بہت مجمل تھا وہ پیام جو مَیں نے تم کو پہنچایا۔

"لیکن اگر میری آواز تمہارے کانوں میں۔ اور میری محبّت تمہارے دلوں میں معلوم ہونے لگے۔ تو مَیں پھر تمہاری طرف آؤں گا۔

"اور پھر ایک دفعہ وہی پیام تم کو سناؤں گا۔

"ہاں جب سمندر کی موجیں اس ساحل کی طرف واپس ہوں گی تو مَیں ان ہی کے ساتھ پھر آؤں گا۔

"اور خواہ موت میرے وجود پر پردے ڈال دے اور سکوتِ عظیم مجھے اپنی گود میں لپٹا لے۔

"لیکن مَیں پھر بھی۔ ایک دفعہ آکر۔ تمہارے ادراک میں اپنی جگہ تلاش کر لوں گا۔

"اور مَیں جانتا ہوں۔ کہ میری گفتگو ناکام نہ ہوگی۔

"اور وہ "مستقبل" جو تم سے اتنا ہی قریب ہے۔ جس قدر کہ "ماضی" دُور ہے۔

"وہ "مستقبل" میرے پیام کو زیادہ صاف الفاظ میں اور ایسے اندازِ گفتار کے ساتھ جو تمہارے خیالات سے نسبتاً قریب رکھتا ہو واضح اور روشن کر دے گا۔

"اگر میرے پیام میں "حق" موجود ہے ـــــــ "حق" کا ایک شائبہ بھی موجود ہے۔

تو یقیناً تم اس کو "مستقبل" کی پیشانی پر چمکتا ہوا پاؤ گے۔

"میں ہوا کے جھونکوں اور موجوں کے جھکولوں کے ساتھ جاتا ہوں۔

"مگر اے اہلِ عرفہ! عدم کی خلا میں نہیں۔ بلکہ حیات کی مضبوط چٹانوں پر۔

"پس اگر آج کا دن تمہاری احتیاج اور میری محبّت کو پورا نہیں کرتا۔ تو آج کے دن کو تم آئندہ کے اور ایک دن کے آنے کا وعدہ سمجھو۔

"انسانوں کی ضرورتوں میں تغیّر ہوتا رہتا ہے۔ مگر ان کی محبّت میں تغیّر نہیں ہو سکتا۔

"نہ انکی یہ خواہش — کہ اُنکی محبّت اُنکی ضرورتوں کو پورا کرے — متغیّر ہو سکتی ہے۔

"پس یاد رکھو کہ میں بھی انسان ہوں — تمہاری ہی طرح ——————

"محبّت اور محبّت کی احتیاج میرے بھی دل میں ہے۔

"اس لئے میں اُس "سکوتِ عظیم" کے دامن میں آرام لے کر۔ بار بار تمہاری طرف واپس آتا رہوں گا۔

"وہ کہر جو طلوعِ آفتاب کے وقت۔ اپنی جگہ شبنم کو چھوڑ کر اُڑ جاتا ہے۔ وہی کہر اوپر جا کر سمٹ جاتا ہے اور سمٹ کر بادل بن جاتا ہے اور بادل بنکر بار بار برستا ہے

"اور میرا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

"رات کی خاموشی اور تاریکی میں میں تمہاری سڑکوں پر پھرتا رہا ہوں۔

"اور میری رُوح اکثر تمہارے گھروں میں داخل ہوئی ہے۔

"اور جب تم سوئے ہوتے تھے۔ تو میں اکثر تمہارے سرہانے کھڑے

ہو کر مسکراتا رہا ہوں۔

میں نے تمہارے سرہانے کھڑے ہو کر ـــــــ جب تم سویا کرتے تھے ـــــــ دعائیں مانگی ہیں۔

"تمہارے دل میرے دل کے اندر دھڑکے ہیں۔

"اور تمہارا سانس میرے سانس سے بغل گیر ہوتا رہا ہے۔

"اور تمہاری نظریں میری آنکھوں میں سمائی ہیں۔

"پس میں تم سب کو پہچانتا ہوں۔

"میں تمہاری مسرت اور تمہارے درد سے واقف ہوں۔

"سوتے میں اکثر جو خواب تم نے دیکھے ہیں۔ وہ میرے خواب تھے۔ جو بیداری کی حالت میں میں دیکھا کرتا تھا۔

"اور میں تمہارے درمیان اس طرح رہا ہوں۔ جس طرح پہاڑیوں کی گود میں ایک لبریز جھیل!

"پہاڑ کی چوٹیوں کا عکس میں نے تمہارے اندر۔ تمہارے تصوّرات کی ڈھلوان چٹانوں پر۔ اور تمہارے افکار۔ اور تمہاری تمناؤں کے گذرتے ہوئے قافلوں میں پیدا کیا۔

"میری خاموشیوں میں تمہارے بچّوں کا تبسّم، دریا کی طغیانی کی طرح داخل ہوتا تھا اور تمہارے نوجوانوں کے ارمان موجوں کی طرح آتے رہتے۔

"اور میرے وجود کی گہرائیوں میں وہ دریا اور وہ موجیں آج تک اپنا گیت گا رہی ہیں۔

"مگر ایک چیز اور بھی —— جو اس تبسّم سے شیریں تر —— اور ان تمناؤں سے قوی تر تھی - میرے اندر داخل ہوئی۔

"وہ خود تمہارا لا انتہا وجود تھا!

"وہ وجودِ محکم —— جس کے اندر تمہارا جسم محض مُٹھی بھر گوشت اور پوست ہے۔

"وہ وجود جس کے ساز کے نغموں میں۔ تمہارا ترنّم ایک خفیف دھمک سے کچھ زیادہ نہیں۔

"اُسی وجودِ بے نہایت کے اندر تم بے نہایت اور بیکراں بن جاتے ہو۔

"اور اسی کے اندر میں نے تمہاری اصل کو پہچانا۔ اور اس اصل سے محبّت کرنا سیکھا۔

"کتنے فاصلے محبّت طے کرتی ہے، جب وہ اپنی منزل پر پہنچتی ہے۔

"کونسی تمنّا، کونسی توقع۔ کونسا تصوّر ہے۔ جو اس فاصلے سے زیادہ فاصلہ طے کر سکے؟

"شاہ بلوط کے ایک دیو قامت اور استوار درخت کی طرح۔ جس پر پھولوں کی بیل پھیلی ہوتی ہے۔ تمہارے اندر وہ وجودِ محکم قائم ہے۔

"اسی کی قوت تمہیں زمین پر قائم رکھتی ہے اور اسی کی مہک تمہیں خلائے بسیط میں بلند کرتی ہے۔

"اور اسی کی ابدیت میں تم عمرِ جاوداں پاتے ہو۔

"وہ سچ تم سے کہا جا چکا ہے۔ کہ تمہاری زنجیر کی ہر کڑی کمزور ہے۔

"لیکن یہ تو صرف نصف حقیقت ہے۔

"تمہاری زنجیر کی ہر کڑی جس قدر کمزور ہے، اسی قدر مضبوط بھی ہے

"کسی ایک حقیقت یا جزوی عمل سے تمہاری مجموعی اہلیت کا اندازہ کرنا ایسا ہے۔ جیسے سمندر کی طاقت کا اندازہ اُس کی سطح کے جھاگوں یا بلبلوں سے کیا جائے۔

"ہاں تم سمندر ہے۔

"بڑے بڑے جہاز تمہارے ساحل پر مدّوجزر کا انتظار کرتے ہیں۔

"لیکن تم سمندر کی طرح اپنی حدود کے اندر بند ہو۔

"تم اپنے مدوجزر کی رفتار کو تیز کرنے پر قادر نہیں ہو ـــــ نا ہم مدّوجزر تمہارا ہے۔

"تم دُنیا کے موسموں کی مثل ہو۔

"کہ سرما بہار کو آنے نہیں دیتا۔

"مگر بہار اُسی کے اندر بیٹھی ہوئی مسکراتی ہے۔ اور بے صبر نہیں ہوتی۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں یہ باتیں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ کہ تم بعد کو آپس میں ایک دوسرے سے کہو، دیکھا! اُس نے ہماری کسقدر تعریف کی وہ صرف ہماری خوبیوں ہی کو دیکھ رہا تھا۔

"تم میرے الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

"میں تو درحقیقت اُن ہی الفاظ میں تم سے باتیں کرتا ہوں۔ جو خود تمہارے ہی اندر پیدا ہوتے ہیں۔

"جن کے معنی تمہارے ہی اندر محفوظ ہیں۔

"اور علم کا جو سرمایہ الفاظ ہمارے لئے لے کر آتے ہیں۔ وہ ہے کیا؟ ——

"اُس علم کے مقابلے میں جو بغیر الفاظ کے ہم کو عطا ہوتا ہے!

"تمہارے اور میرے الفاظ یادِ ماضی کے رُکے ہوئے پانی کی موجیں ہیں جو عہدِ گذشتہ کے بند پانی میں پیدا ہوا کرتی ہیں۔

عہدِ قدیم کی تاریکیوں کی وہ موجیں ہیں۔ جن کا دامن عہدِ جدید کے نور سے صرف کبھی کبھی چھو جاتا ہے!

"اہلِ عقل وفہم، جن کی کشتیاں ان موجوں پر سوار آتی ہیں ——

"تم کو اپنے عقل وفہم سے حصہ دیتے ہیں۔

"میں خود تمہاری عقل سے اپنا حصہ لینے آیا تھا!

"اور دیکھو! مَیں نے وہ پایا۔ جو عقل وفہم سے بھی برتر اور افضل ہے!

"یعنی رُوح کا وُہ شعلۂ قدیم جو تمہارے اندر روشن ہے!

"اور روز بروز روشن تر ہوتا جاتا ہے!

"تم جب اس شعلۂ ازل کی وسعت سے بے خبر ہو کر اپنی عمر کے اختصار کا ماتم کرتے ہو۔ تو نہیں سمجھتے، کہ:۔

ایک حیاتِ تازہ ہے۔ ہر حیاتِ قدیم کے ساتھ۔ جو اُن اجسامِ فانی میں سرگرمِ جستجو ہے، جو قبر کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔

"مگر میری دُنیا میں قبروں کا نام ونشان بھی نہیں!

"میری دُنیا میں نہ موت ہے، نہ قبر، نہ مقبرہ، نہ کفن!

"یہ تمہارے پہاڑ اور میدان بچوں کے گہوارے ہیں —— زندگی کی صرف پہلی ہی سیڑھی ہیں۔

"جب تم ان میدانوں اور کھیتوں میں گذرو۔ جہاں تم نے اپنے باپ دادا کو سپردِ خاک کیا تھا، تو تفکر کرو ——

"تم ان میدانوں اور کھیتوں میں ماضی کو سوتے ہوئے، اور "مستقبل" کو رقص کرتے پاؤ گے۔

"اور "مستقبل" کا دامن تمہارے بچوں کے ہاتھ میں ہوگا!

"اکثر تم بھی رقص کرتے ہو۔ اور اس طرح زندگی سے لطف اندوز ہوتے ہو ——

"مگر تم جانتے نہیں۔ کہ رقص کے اندر بھی کچھ ہے۔ جس کو رقص کرنا چاہئے۔

"میرے علاوہ بہت سے تمہاری طرف آئے۔

"جنہوں نے تم سے سنہری وعدے کئے۔

"اور ان وعدوں کے عوض میں تم نے اُن کو اپنا ایمان۔ اپنی دولت۔ اور اپنی قوت نذر دی۔

"میں تمہارے لئے کوئی کامل وعدہ بھی لے کر نہیں آیا۔

"لیکن تم نے میرے ساتھ اتنی فیاضی کی۔ جتنی کہ کبھی مجھ سے پہلے آنے والوں کے ساتھ نہ کی تھی۔

"اس لئے کہ تم نے مجھے زندگی کا ایک عمیق ترکیب اعلیٰ عطا کیا۔

یقیناً کسی انسان کے لئے اس تحفے سے زیادہ قیمتی کوئی تحفہ نہیں ہو

سکتا۔

یعنی جب وہ تحفہ اُس کی زندگی کے مقاصد کو خشک اور پیاسے ہونٹوں میں بدل دے اور ساتھ ہی اس کی ساری زندگی کو آبِ مصفّا کا ایک چشمہ بنا دے۔

"اور اس طرح میں نے تمہارے درمیان آبرو پائی اور انعام پایا۔

"جب میں اس چشمے پر پیاسا آتا ہوں۔ تو میں اس کے شفاف پانی کو اپنے سے بھی زیادہ پیاسا پاتا ہوں۔

"اُس کی پیاس یہ ہے۔ کہ وہ بے چین رہتا ہے۔ کہ کوئی پیاسا اُس کو پیئے!

"یعنی وہ مجھے پیتا ہے جب میں اس کو پیتا ہوں!

"تم میں سے بعض نے یہ سمجھا۔ کہ میں مغرور یا شرمیلا یا محجوب ہوں۔

"اور اس لئے تمہارے تحفوں کو قبول نہ کروں گا۔

"ہاں! میں مغرور ہوں —— جب اُجرت لینے کا موقع ہو۔

"اُجرت میں نہیں لے سکتا —— میری غیرت اس گناہ کی مجھے اجازت نہیں دیتی۔

"مگر میں مغرور نہیں ہوں —— جب سوال ہو تحفہ قبول کرنے کا

"اور باوجودیکہ میں نے پہاڑیوں میں جنگلی بیر کھا کر اپنا پیٹ بھرا۔

حالانکہ تم چاہتے تھے۔ کہ میں تمہارے دسترخوان پر بیٹھوں۔

اور باوجودیکہ میں معبد کی چوکھٹ پر سویا ہوں۔

"حالانکہ تم بہت خوشی سے مجھے اپنے گھر کے نرم بستروں پر جگہ دیتے۔
"لیکن کیا میرے دن اور میری رات، اور میری تکلیف، اور میری راحت
کے متعلق تمہاری محبت آمیز توجہ ہی وہ چیز نہیں ہے، جس نے ہر غذا کو میرے
منہ میں شیریں بنا دیا۔ اور میری نیند کو بہت دل نواز خوابوں سے معمور کر دیا؟
"میں تمہیں دعائیں دیتا ہوں۔ اس لئے کہ:
"تم نے بہت کچھ دیا اور کبھی یہ محسوس نہ کیا۔ کہ تم کیا کچھ دے رہے ہو۔
"بے شک وہ کارِ خیر جو اپنا منہ آئینے میں دیکھتا ہے، پتھر ہو کر رہ
جاتا ہے ——
"اور وہ کارِ خیر جو اپنے لئے اچھے اچھے اور شان دار نام تجویز کرتا
ہے۔ ایک لعنت اپنے بطن سے پیدا کرتا ہے۔
"اور تم میں سے بعض نے مجھے خلوت پسند سمجھا —— گویا میں
اپنی تنہائی میں مست ہوں۔
انہوں نے کہا: "یہ شخص تو جنگل کے درختوں سے بیٹھا ہوا مشورے
کیا کرتا ہے، اور انسانوں سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔
"یہ تو پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر ہماری بستی کو حقارت کی نظر سے دیکھتا
ہے ——
"یہ تو غاروں میں اپنی دنیا ہم سے الگ بناتا ہے۔
"یہ سچ ہے کہ میں پہاڑوں پر چڑھتا تھا۔ اور تنہائی کے دور و دراز
مقامات پر پھرا کرتا تھا۔

"مگر میں تم کو کیوں کر دیکھ سکتا ——— کیوں کر تمہارا مطالعہ کر سکتا۔ اگر تم کو بلندی اور فاصلے سے نہ دیکھتا ———

کوئی کیوں کر کسی کے قریب ہو سکتا ہے، جب تک کہ وہ اُس سے دُور نہ ہو۔

"اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ میں جنگل کے درختوں سے مشورے کرتا رہا۔ اور غاروں کی تاریکی میں بیٹھا رہا۔

"مگر درخت تو فطرت کی اولادِ نرینہ ہیں ——— ان سے بہتر کون فطرت سے واقف ہے، اور اُن سے بہتر کون میرے اور فطرت کے درمیان واسطہ بن سکتا تھا۔

"اور غاروں کی تاریکی میں میں نے جو کچھ تمہارے متعلق دیکھا۔ وہ تمہارے گھروں کی روشنی میں میں کیوں کر دیکھ سکتا؟

"اور بعض نے تم میں سے مجھے پکارا ——— زبان سے نہیں "کسی اور طرح:۔

"اے اجنبی! عسیر الحصول بلندیوں کے تمنائی! تو ان چوٹیوں پر کیوں بیٹھا ہے۔ جہاں عقاب اپنا گھونسلہ بناتا ہے؟

"تو اس کی جستجو میں کیوں سرگرداں ہے۔ جو دسترس سے باہر ہے؟

"کیا تو طوفان کو اپنی گود میں پکڑ کر بٹھا لینا چاہتا ہے؟

کیا تو آسمان کے تیز تر پرندوں کو اپنے جال میں پھانسنا چاہتا ہے؟

"نیچے آ! چوٹیوں سے اُتر! ہمارے اندر شامل ہو جا!

" اپنی بھوک کو ہماری روٹی سے مٹا۔

" اور اپنی پیاس کو ہماری شراب سے تسکین دے!

" اُنہوں نے اپنی رُوح کی خلوت میں یہ باتیں کہیں۔

" مگر وہ باتیں کسی طرح میرے کان تک بھی پہنچیں!

" میں نے دیکھا۔ کہ اُن کی خلوت کامل نہیں تھی۔

" اگر وہ کامل ہوتی تو وہ معلوم کر لیتے۔ کہ جس چیز کی جستجو مجھے آوارہ کر رہی تھی۔ وہ تمہاری ہی عافیت اور تمہارا ہی درد تھا!

" اور میں تمہارے ہی اس وجودِ حقیقی کو ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ جو آسمان پر کھیلتا ہے۔

" مگر شکاری خود بھی شکار تھا!

" اس لئے کہ میرے بہت سے تیر میری کمان سے نکل کر میرے ہی سینے میں لوٹ آئے!

" اور جس کو تم ہوا پر دوڑتے دیکھتے تھے۔ وہ زمین پر بھی رینگتا تھا۔

" اس لئے کہ جب میرے پَر آسمان پر پھیلتے تھے۔ تو اُس کا سایہ زمین پر ایک کچھوے کی طرح حرکت کرتا تھا۔

" اور میں جو ایمان والا تھا۔ مذبذب بھی تھا۔

" اس لئے کہ اکثر میں نے اپنی اُنگلی اپنے ہی زخم کے اندر ڈالی۔

" تاکہ میں تمہارے حال سے زیادہ واقف ہو سکوں۔

" اور آج اس علم کی بنا پر جو مجھے حاصل ہوا ہے۔ مَیں کہتا ہوں۔ کہ :-

"تم نہ اپنے جسموں کے اندر مقید ہو۔ نہ اپنے گھروں اور کھیتوں میں۔
"غاروں کی تاریکی اور پہاڑوں کی چوٹیاں۔ اور عقاب کے گھونسلے
تمہاری دسترس سے بھی باہر نہیں ہیں۔
"مگر یہ بات تمہیں معلوم نہیں!
"بلکہ وہ جو تمہارا وجودِ حقیقی ہے۔ وہ پہاڑوں سے بلند تر اور ہوا
سے وسیع تر ہے۔
"وہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو سردی سے بچنے کے لئے دھوپ میں
رینگتی ہو۔ یا اپنی حفاظت کے لئے تاریک سوراخوں میں گھس جاتی ہو۔
"بلکہ وہ چیز، وہ آزاد روح۔ کچھ ایسی ہے کہ دنیا کو اور جو کچھ اُس کے
اندر ہے ـــــــ رنج، غم۔ مسرت، راحت۔ درد۔ محبت۔ دشمنی سب
کو اپنے پردوں میں لپیٹے ہوئے آکاش میں ہر لمحہ متحرک ہے۔
"اگر تم کہتے ہو کہ میرے یہ الفاظ مبہم اور مجمل ہیں۔
تو اس کو یوں ہی رہنے دو۔
اُن کو واضح کرنے کی کوئی کوشش نہ کرو۔
"یہ الفاظ اپنے معانی کا دفتر خود ہی تمہارے سامنے کھول کر رکھ
دیں گے۔"
"الفاظ بھی انسانوں کی طرح ایک زندگی رکھتے ہیں۔
"اور اُن کی زندگی میں ایک وقت ضرور آتا ہے۔
"جب ـــــــ
وہ خود ہی گویاں ہو

جانتے ہیں!

" ہر چیز کی ابتدا مبہم اور دخانی ہوتی ہے۔

" آغاز کی صورت غیر معین ہوتی ہے۔

" ایک سایہ ہوتا ہے۔ ایک دھواں ہوتا ہے۔ جسم اور صورت سے محروم!

" مگر اس آغاز کا انجام ایسا نہیں ہوتا۔

" وہ مبہم اور دخانی حالت ایک صورت حاصل کرتی ہے۔

" اور پھر ایک دن وہ صورت تکمیل پاتی ہے۔

" پس میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے محض اپنی ابتدا سمجھ کر یاد رکھو۔

" اور انتہا کا، صبر اور ایمان کے ساتھ انتظار کرو۔

" زندگی کا سارا اثاثہ ایک ظلمتِ عدم میں پیدا ہوتا ہے۔

" اور کوئی ایسا آئینہ نہیں، جس میں اُس کا آغاز اپنا عکس ڈال سکے۔

" مگر آئینہ ظلمت کے انحطاط کی ایک منزل ہے۔

" اس منزل کے آگے ایک نور ہے ———— پھر ایک اور نور ———— پھر ایک اور نور۔

" یہ سب منزلیں تمہاری زندگی کی ہیں۔

اور جب تم مجھے یاد کرو ——— تو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں یہ بھی یاد رہے۔

کہ تمہارے اندر جو عنصر سب سے زیادہ کمزور اور منتشر نظر آئے

"وہی سب سے زیادہ قوت اور استحکام کی علامت ہے۔

"کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تمہارے گوشت و پوست کو جو نسبتاً تمہارے جسم کا قوی ترین حصہ ہے۔ تمہارا سانس قوی بناتا ہے اور قوت بخشتا ہے۔

"مگر سانس ہی بظاہر سب سے زیادہ کمزور اور غیر اُستوار ہے۔

"اور وہ جس نے تمہارے شہروں اور جو کچھ اُن کے اندر ہے۔ اس سب کی بنیاد ڈالی تھی۔ کیا محض ایک خواب نہ تھا؟

"جب کو تم سب بھول گئے۔

"اور اسی خواب کی ریشمی ڈوری یہ تمہارا سانس ہے۔

اگر تم سانس کے مدّوجزر کو سمجھ سکو۔ تو پھر تم کسی چیز کی جستجو نہ کرو گے۔

"تمہارا علم مکمل ہو جائے گا۔

"اور اگر تم خواب آغاز کی اسی ڈوری کو اپنی عقل کی اُنگلیوں میں پھانس لو۔ تو پھر تمہاری کوئی حاجت باقی نہ رہے گی۔

"مگر ابھی تم نہ دیکھتے ہو۔ نہ سنتے ہو۔ نہ دیکھ سکتے ہو۔ نہ سُن سکتے ہو۔

"اور بہتر بھی یہی ہے

"جو نقاب تمہاری آنکھوں پر پڑی ہوئی ہے۔ اُس کو وہی اُٹھائے گا۔ جس نے ڈالا تھا۔

"اور جو مٹی تمہارے کانوں میں بھری ہوئی ہے۔ اُس کو اسی ہاتھ کی اُنگلیاں نکالیں گی۔ جس نے وہ مٹی بھری تھی۔

"پھر وقت آئے گا کہ
"تم دیکھو گے!
"اور تم سنو گے!
"اور اُس وقت تم کو کچھ افسوس نہ ہوگا۔ کہ تمہاری نظر کیوں کمزور تھی
اور تم کیوں بہرے تھے۔
"اِس لئے کہ اُس دن موجودات کا راز تم پر واضح ہو جائے گا۔
"تمہیں اپنے آغازِ خفی کا انجام جلی معلوم ہو جائے گا۔
"اور تم ظلمت کو بھی —— جو تمہارا آغاز تھا —— اُتنا ہی
مبارک و مسعود سمجھو گے۔ جتنا کہ نور کو —— جو تمہارا انجام ہے!"
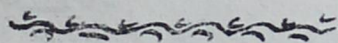
(۲۹)

یہ سب کچھ کہہ کر اُس نے اپنے گرد نظر کی۔

" اُس نے دیکھا۔ کہ اُس کے جہاز کے ملّاح اپنے پتواروں پر ہاتھ رکھے کھڑے ہیں۔

" اور کبھی کھُلے ہوئے بادبانوں کی طرف دیکھتے ہیں۔

" اور کبھی سُمندر کی وسیع سطح پر اپنی حدِّ نظر تک۔

" اور پھر اُس نے کہا :۔

" میرے جہاز کا ناخدا کِس قدر صبر والا ہے۔

" بادِ موافق چل رہی ہے۔

پتوار متحرک ہیں۔ اور ہاتھ کا اشارہ چاہتے ہیں

" مگر وہ خاموشی کے ساتھ میرا انتظار کر رہا ہے۔

" میرے تمام ملّاحوں نے جن کے کان سمندر کی موسیقی سے آشنا ہیں۔

کس قدر توجہ سے میری سب باتیں سُنی ہیں۔

" اَب میں اُن کو زیادہ انتظار نہ کراؤں گا۔

" میں تیار ہوں!

"پہاڑیوں کا چشمہ سمندر تک پہنچ گیا!

"اور بچہ اپنی ماں کی گود میں واپس جانا ہے!

"رخصت! اے اہلِ عرفہ! آج کا دن ختم ہوا!

"اور اگر آج کا ایک دن ہمارے لئے کافی نہ تھا۔

"تو ہم پھر ادھر آئیں گے۔

"پھر ملیں گے۔

"اور پھر سب مل کر داتا کے سامنے ہاتھ پھیلائیں گے اور کہیں گے:۔

"اور دے اور بہت سا دے۔ اے داتا! ابھی کاسا بھرا نہیں۔

ابھی جھولی خالی ہے!

"پس بھول نہ جائیو! میں پھر تمہارے پاس آؤں گا۔

"کچھ عرصہ بعد، چند ہی روز بعد!

میرا ذوق پھر ایک جسم کی ترتیب کے لئے خاک اور جھاگ کا خمیر

تیار کرے گا۔

"اور چند ہی روز بعد ———— جب میں آکاش کے کاندھے

پر ایک لمحہ آرام لے چکوں گا ————

"پھر ایک عورت مجھے اپنے بطن سے پیدا کرے گی!

"رخصت! رخصت! تم ———— سے۔ اور اُس جوانی سے جو

میں نے تمہارے ساتھ بسر کی! رخصت!

کل ہی تو ہم سب ایک عالمِ رؤیا میں ایک دوسرے سے آشنا

ہوئے تھے۔

"تم اپنی تنہائی میں میرے لئے اپنے گیت گا رہے تھے،

"اور میں تمہارے لئے آسمان پر ایک مینار بنا رہا تھا!

"آج ہم بیدار ہو چکے ہیں۔ اب ہماری نیند باقی نہیں۔ اور سورج اونچا ہو چکا ہے۔

"دن ڈھلنے لگا ——— اور اس لئے ہم کو جدا ہونا ضرور ہے۔

"مگر اس ماضی کی ہلکی روشنی میں، ہم پھر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیں گے۔

"پھر بہت سی باتیں کریں گے۔

"پھر تم میرے لئے اپنا گیت گاؤ گے ——— پہلے گیت سے بھی زیادہ دلنواز!

"اور پھر میں تمہارے لئے آسمان پر ایک مینار بناؤں گا ——— پہلے مینار سے بھی بلند تر!"

یہ کہہ کر اس نے ملاحوں کی طرف اشارہ کیا۔

(۳۰)

"ملاحوں نے لنگر اُٹھا لیا۔

"اور جہاز مشرق کی طرف حرکت کرنے لگا۔

"اُس وقت بستی والوں کے مجمع سے ایک شور بلند ہُوا، جو رات کی ابتدائی ظلمت کے سینے کو چیرتا ہُوا سمندر کی سطح پہ گذر گیا۔

"صرف ایک عورت عارفہ تھی، جو خاموش تھی۔

اُس کے لبوں سے نہ کوئی آہ نکلی!

نہ اُس نے حرفِ وداع زبان سے نکالا!

اُس کی آواز نے بستی والوں کی آواز میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔

وہ جہاز کے بادنوں پر نظر جمائے رہی۔ تاآنکہ وہ کہر میں غائب ہو گئے۔

اور جب سب لوگ منتشر ہو گئے۔ تب بھی وہ دیر تک ساحل پر کھڑی رہی۔

اور اُس کا دِل گئے ہوئے مسافر کے ان الفاظ کو بار بار دُہرا رہا تھا۔۔

"چند ہی روز بعد ـــــــــــــ جب مَیں آکاش کے کاندھے پر ایک لمحہ آرام سے جُھکوں گا ـــــــــــــ

ـــــــ پھر ایک عورت مجھے اپنے بطن سے پیدا کریگی"

لیلیٰ کے خطوط و روزنامچہ!

(قاضی عبدالغفار کی لازوال تصنیف)

ہندوستانی بازارِ حُسن کی خونچکاں داستان

اُردو ادبیات میں دو آتشہ کی یہ ایک نئی کشیدہ ہے!

جو — میٹھی کم اور تلخ زیادہ ہے

اگر — آپ کے عیش کی محفل برہم نہ ہو — مگر

تھوڑا سا ذوقِ درد پیدا ہو جائے

تو

یہ اوراق حاضر ہیں

لیلیٰ کے خطوط — ایک فریاد ہے غم نصیب عورت کی!

روزنامچہ:۔ — ایک داستان ہے، عیش پرست مرد ظالم کی

قیمت لیلیٰ کے خطوط ۸/عہ — روزنامچہ ۱۲/عہ

— ملنے کا پتہ:۔ —

آزاد بک ڈپو، ہال بازار امرتسر

لیلےٰ کے خطوط، مجنوں کی ڈائری اور اُس نے کہا، تینوں کتابوں
کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔